

فقه جعفری کی

تاریخی سرگزشت

اس فقہ کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ حضرت امام جعفرؑ کے ساتھ منسوب ہے جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ امام جعفرؑ نے مالان کے عہد میں یا ان کی زیر نگرانی اس کی تدوین ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی درست نہیں۔ امام جعفرؑ کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ تدریج سے کوئی نشان نہیں ملتا کہ ان کی وفات تک اس فقہ کی کسی قسم کی تدوین ہوئی ہو، دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ نے جو روایات بیان کیں انہیں فقہی ابواب کے تحت ان کی وفات تک جمع کر لیا گیا ہو۔ مگر اس کا کوئی ثبوت بھی تاریخ سے نہیں ملتا فقہ جعفریہ سے منسوب چار فیادہ کی کتاب میں ہیں جنہیں صحاح اربعہ کہتے ہیں۔ اور اس فقہ کی یہ بنیادی اہم کتابیں شمار ہوتی ہیں۔ مگر مسئلہ چھوڑ صدیوں بعد تک ان کا نشان نہیں ملتا جس کی تفصیل یہ ہے۔

① الکافی :- امام جعفر کلینی کی تصنیف ہے اور فقہ جعفریہ کی سب سے پہلی کتاب ہے کلینی کا

سن وفات مسئلہ ہے یعنی امام جعفرؑ کے قریباً ایک سو اسی برس۔

② من لایحضرہ الفقیہ :- محمد بن علی ابن بابویہ قمی کی تصنیف ہے چوتھہ مرتب

فوت ہوا یعنی امام جعفرؑ کے قریباً سو سو سال بعد۔

③ تہذیب الاحکام ④ الاستبصار :- دونوں محمد بن حسن طوسی کی تصانیف

ہیں جس کا سن وفات مسئلہ ہے یعنی امام جعفرؑ کے ۳۱۲ برس بعد۔

تاریخی ادوار کے اعتبار سے ان کتابوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ الکافی

اس وقت لکھی گئی جب خلفائے عباسیہ کے اکیسویں خلیفہ المتقی باللہ کا دور تھا اور آخری کتاب

یہ مصنف کا سن وفات بتاتا ہے کہ اس وقت خلفائے عباسیہ کے چھبیسویں خلیفہ القاسم امیر

کا دور خلافت تھا اور یہ کہ پانچویں صدی ہجری کے اخیر تک تو فقہ جعفریہ منصہ شہود پر ہی نہیں آئی تھی لہذا اس کے کہیں نافذ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پھر مصر میں عباسی خلافت مستعصر بادشاہ ۱۲۵۹ء سے متوکل علی اللہ ثالث ۱۲۶۳ء تک رہی وہاں بھی اس فقہ کے نفاذ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

پھر ترکان عثمانی کی خلافت عثمان خان اول ۱۲۸۰ء سے ۱۳۲۶ء تک رہی۔ مصطفیٰ کمال نے اس کا خاتمہ کیا۔ اس عرصہ میں بھی فقہ جعفریہ کے نفاذ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہذا اس عظیم میں محمد غوی ۱۲۹۳ء سے لے کر آخری نعل بادشاہ تک کسی وقت بھی اس فقہ کے رائج یا نافذ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ مختصر یہ کہ کسی اسلامی حکومت نے کسی دور میں بھی فقہ جعفریہ کو اپنے دستور یا قانون میں جگہ نہیں دی۔ مگر جب یہ اسلامی فقہ ہی نہیں تو بھلا کوئی مسلمان حکمران اسے اپنانے کی جرأت کیسے کر سکتا تھا۔ چونکہ یہ فقہ اس عنوان سے اسلام کے خلاف ایک سیاسی تحریک ہے تو اس کے نفاذ کا تصور بھی کوئی مسلمان حکمران نہیں کر سکتا اب آپ آئندہ صفحات میں اس کے سیاسی حدود و خال ملاحظہ فرمائیں۔

اس تحریک کا سیاسی پس منظر

① حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت اسلام کو جس مخالفت کا سامنا کرنا پڑا وہ قریش مکہ کی مجموعی طاقت تھی۔ اس لیے مادی اعتبار سے اسلام کے مخالف کیمپ میں قریش ہی کھڑے نظر آتے ہیں۔ مگر ان کی حیثیت محض اعضاء و جوارح کی تھی اس تحریک کا دماغ اور اس کی منصوبہ بندی یہود مدینہ کی سازش تھی۔ جنہیں اپنی کتابوں کی تعلیمات کی روشنی میں صاف نظر آتا تھا کہ اسلام کی بالادستی سے ان کے وقار کو دھچکا ہی نہیں لگے گا بلکہ ختم ہو کے رہ جائے گا۔ اس لیے مکہ میں قریش کے ہاتھ سے جو کچھ ہوتا تھا اس کی قود یہود مدینہ کے ہاتھ میں تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی کنی زندگی

میں یہود زیر زمین کام کرتے رہے۔

⑤ ہجرت کے بعد اسلام کو براہ راست یہود کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جو عرب میں علمی اقتصادی اور معاشرتی اعتبار سے اپنی برتری کا لوازمات بنا چکے تھے۔ یہود نے حضور اکرم ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی میں اسلام کی دعوت کو دہانے کے لیے ہر امکان کی کوشش کر ڈالی بیشاق مدینہ ان کے احساس برتری پر ایک واضح اور مہلک چوٹ تھی۔ لہذا انہوں نے ہر ایسے نازک موقع سے جب بھی مسلمان مصائب میں گھرے، نفاذِ اٹھانے کی پوری پوری کوشش کی، یہود کی مخالفت اور ان کی سازشوں کی اہمیت کا اندازہ صرف اس امر سے ہو سکتا ہے کہستہ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان بالکل قریش مکہ کے پہلو میں بیٹھے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے قریش کو زیر کرنے کی بجائے یہود کی خبر لینے کا حکم دیا جو سینکڑوں میل دور تھے۔ اور فجعل من دون ذلك فتاحاً یبیا کی بشارت سن کر حضور اکرم کو خبر کے یہودیوں کا قلع قمع کرنے کا حکم دیا۔ جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ قریش مکہ کی مخالفت اتنی خطرناک نہیں جتنی یہودِ خیبر کی سازشیں اسلام کے لیے مستقل خطرہ ہیں۔

③ نبی کریم ﷺ کے بعد فاروقی دور کے خاتمہ تک یہود اور ان کی طیفت طاقتوں میں اسلام کے خلاف سراٹھانے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ میدان میں اسلام کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں۔ اس لیے اس کی تہذیب صرف ایک ہے کہ اسلام کا بارہ اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر اسلام کے خلاف سیاسی سازشیں کی جائیں۔

④ اس منصوبہ بندی اور سازش کے تحت عبداللہ بن سبا یہودی اور اس کے رفقاء نے اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت اسی یہودی خفیہ سازش کا نتیجہ تھی حضرت عمرؓ کی ذات ایک ایسی (BINDING FORCE) تھی کہ کسی

سازشی کو مسلمان قوم میں رخنہ ڈالنے کی کوئی راہ نہ مل سکتی تھی۔ آپ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنا یہود کے لیے آسان ہو گیا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے عبداللہ بن سبا نے عربوں کی نفسیات سے کام لے کر ایک راہ نکالی۔ اس نے حضرت علیؑ کے نبی کریم ﷺ کے وحی امام اور خلافت کے اصل حقدار ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا اور اس کا اعلان اور تشہیر شروع کر دی۔ اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر شیعیں کو غاصب قرار دے کر انہیں بڑا بھلا کہنے کو مذہبی عبادت قرار دیا جانے لگا۔ پھر غلیفہ ثالث چوکر بنو امیہ میں سے تھے اس لیے بنو ہاشم کو محرومیت کا احساس دلا کر بنو امیہ کے خلاف اُبھارا۔

⑤ عبداللہ بن سبا نے بھانپ لیا کہ مکہ اور مدینہ میں صحابہ کرام کی کثیر جماعت موجود ہے اور وہی ہے لہذا ان مقامات پر اسلام کے خلاف کوئی تحریک چلانا یا سازش کرنا ممکن نہیں۔ اس نے اپنے منصوبے کے لیے ادھر کو ذرا بصرہ دو مقامات کا انتخاب کیا اور دوسری طرف مصر کو اپنی کامیابی کے لیے مزدوں سمجھا اس کی دو جہیں تھیں۔ اول یہ کہ یہاں کے لوگ دوسلم تھے ان کے ذہن اسلامی سانچے میں نہیں ڈھلے تھے دوسرا وہ اپنے اپنی قومی روایات بھی لائے تھے۔ جو ان کے لیے نہایت عزیز متاع تھی۔ پھر کوفہ اور بصرہ کے باشندوں کو ایرانی سلطنت کے خاتمہ کا رنج تھا اور عربوں کے خلاف ولی نفرت موجود تھی۔ اس لیے یہ لوگ ابن سبا کی سازش کا شکار ہو گئے۔ اس نے ان یمینوں مقامات پر اپنے ہم خیال اکٹھے کر لیے اور تینوں مقامات سے چھ چھ سو آدمی اکٹھے کر کے مدینہ پہنچے جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کا سبب بنے۔

⑥ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یوایوں کی تعداد کل اٹھارہ سو تھی جبکہ حضرت عثمانؓ کی فوجیں مشرق و مغرب میں فتوحات پر فتوحات کیے جا رہی تھیں۔ پھر یہ منجھی بھر لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے میں کیونکر کامیاب ہو گئے۔ اس کی وجہ ایک

گہری نقیاتی اور سیاسی حقیقت ہے، یہ آدمی مرنے کے لیے ہی آئے تھے۔ ابن سبا کی مثال یہ تھی کہ ان کو لازماً قتل کیا جائے گا اور مجھے ایک مخصوص بنیاد مل جائے گی اور میں یہودیوں کو کر سکوں گا کہ دیکھو یہ لوگ کتنے ظالم ہیں، مظلوم رعایا نے اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھائی اور انہیں قتل کر دیا گیا۔ حضرت عثمانؓ نے سیاسی بصیرت سے بھانپ لیا اور فیصلہ کیا کہ جان سے دینا منظور ہے مگر یہود کو اسلام کے خلاف سازش کرنے کی کوئی بنیاد مہیا کرنا منظور نہیں۔ حضرت عثمانؓ کے اس فیصلہ نے اس یہودی تحریک کو تین سو سال پیچھے کر دیا۔

④ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہی سازشی گروہ حضرت علیؓ کے گرد جمع ہو گیا۔ اور حضرت علیؓ کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کر کے عملاً انہیں ایسا بے بس کر دیا کہ وہ قتل عثمانؓ کا قصاص لینے پر بھی تکاؤ نہ ہو سکے، فتوحات کا سلسلہ ٹک گیا چنانچہ حضرت علیؓ کے عہد میں اسلامی سلطنت میں ایک ایسی زلزلہ کا اضافہ نہ ہوا بلکہ ان لوگوں نے غارتگری کی سی صورت پیدا کر دی۔ جنگ جمل اور صفین بھی ان سیاستوں کی سازش کا نتیجہ تھا حضرت امیر معاویہؓ مسلسل حضرت علیؓ کو تشوہ دیتے رہے کہ ان اسلام دشمنوں کو سے چھٹکارا ملے، لیکن حضرت علیؓ نے اپنی تمام کوشش کے باوجود بے بس ہو چکے تھے آخر سلاہنوں کے ایک فرد ابن ابی مرجم نے حضرت علیؓ کو اس وقت شہید کیا جب وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا، یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ ابن ابی مرجم خارجی تھا کیونکہ کسی خارجی کا حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ناممکن ہے نہ اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ تفسیر قوانین سبب یہودی کی ایجاد ہے۔

⑤ حضرت علیؓ کے بعد جب حضرت حسنؓ کا دور خلافت آیا تو اپنے چند پیروؤں میں ابن سبا کے مریدوں اور محب اہل بیت کے جھوٹے مریدوں کے طور طریقے دیکھ کر فیصلہ کر لیا کہ ان سے نہیں نمٹ سکتے چنانچہ آپ نے امیر معاویہؓ کی صلاحیت کے پیش نظر ان کے

حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔

حضرت حسنؑ کے اس فیصلہ سے سبائی خون کا گھوٹ پکڑ رہ گئے۔ اور چیخ اٹھے۔ واللہ کھنکھارے۔ یعنی محمدؐ کی قسم حسنؑ کا فرہنگ یا جیسے اس کا باپ کا فر تھا: امام حسنؑ کے اس فیصلہ نے سبائی تحریک کی پائی کر دی، جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے سلسلہ میں خلافت سنبھالی ان کا اٹھ سالہ دور حکومت اندلی احکام کے ساتھ بیرونی فتوحات کا دور ثابت ہوا۔

شمالی افریقہ کا بڑا حصہ فتح ہوا۔ افغانستان اور صوبہ سرحد بھی فتح ہوا۔ قسطنطنیہ کا دوبارہ محاصرہ ہوا۔ جس میں ایک بار تو حضرت حسینؑ بن علیؑ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ اور حضرت ایوب انصاریؓ جیسے عظیم صحابی نے دوران محاصرہ شہادت پائی اور شہر چناہ کے متصل دفن ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ جیسے حضرات بھی شریک تھے اور سب سے پہلا بحری جہاد بھی حضرت امیر معاویہؓ نے کیا، اور مسلمانوں کی بحری فوج کے بانی بھی یہی مرد خدا تھے۔

④ حضرت امیر معاویہؓ کے حکومت سنبھالنے کے بعد حضرت حسنؑ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ اور کوثر چھڑ دیا۔ جس سے بعض کوئی لیڈر بخت ناماوض تھے اور ان میں سے بہکولوگ ایک سردار سلیمان بن حمد کی قیادت میں مدینہ منورہ آئے۔ اور حضرت امام حسنؑ کو امیر معاویہؓ کے خلاف کرنا پڑا۔ تو انہوں نے صاف انکار کر دیا، یہاں سے ناامید ہو کر انہوں نے حضرت حسینؑ کو ہمنوا کرنا پڑا۔ مگر ابوحنیفہؓ رضوی کی تصنیف "انبا الطوال" کے مطابق حضرت حسینؑ نے فرمایا: ہم نے بیعت کر لی ہے اور عہد کر لیا ہے اور ہماری بیعت توڑنے کی کوئی سبیل نہیں۔ چنانچہ یہ فتنہ بہا کرنے میں ناکام ہوئے اور ناراہنگی اور ناگہمی کی صورت میں واپس کوثر لوٹے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں حضرت امام حسنؑ و حسینؑ کو امیر معاویہؓ کی خلافت سے کوئی شکایت پیدا نہ ہوئی اور حضرت امیر معاویہؓ

۲۲ رجب ۳۳ میں انتقال کر گئے۔ اودان کے جیسے ہی سبائی تحریک کو سرائے نے
کا موقع نہ مل سکا۔

⑩ یزید اور سبائی :- امیر معاویہ کے انتقال پر حکومت یزید کو ملی حضرت حسینؑ اور
عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ اور غیر مندرجہ سے مل کر مکہ مکرمہ کو اپنی قیام گاہ
بنایا۔ چنانچہ شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ کے چار مہینوں میں کسی شورش کا پتہ نہیں چلتا
بلکہ طبری سے نشان ملتا ہے کہ حضرت حسینؑ اور عبداللہ بن زبیرؓ ہرم مکہ میں اکٹھے نمازیں
ادا فرماتے اور وہیں بیٹھ کر گفتگو فرماتے تھے۔

بغاوتِ کوفہ

⑪ کوفیوں کی رگ شرارت ایک بار پھر پھڑکی۔ اودانہوں نے پھر سے سوئے ہوئے فتوں
کو کھانا چاہا۔ سوئے اتفاق سے اس وقت کوفہ کے گورنر حضرت نعمان بن بشیر انصاری
تھے۔ جو معروف صحابی اور مددِ جنیک اور سیدِ سادے انسان تھے۔ ان کی مددگی سے
ناباکر فاتحہ اٹھا کر کوفہ میں شورش پیدا کی۔ کوفہ کا شہر اسلام کے خلاف منظم اور مسلح تحریک
چلانے کے لیے ایک مرکزی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن سبا کا ایک گروہ
رشید مختار ثقفی کوفیوں کی مدد سے خود حاکم کوفہ بن گیا۔ اور کوفیوں کی انبیات سے کام لیتے
ہوئے ایک کرسی سامنے رکھ کر اس کے سامنے نماز پڑھی اسے بوسہ دیا۔ اوداہلی کوفہ کو
کہا کہ جس طرح کا بوطہ سیکند بنی اسرائیل کے لیے باعثِ برکت تھا اسی طرح یہ حضرت
علیؑ کی کرسی شیعیانِ علیؑ کے لیے نشانِ فتح و نصرت ہے۔ پھر اس کرسی کو ایک چاندی
کے صندوق میں بند کیا اور جامع مسجد کوفہ میں رکھ دیا اور مسلح پہرہ لگادیا۔ اس کرسی کے
نشان سے ثقفی نے کوفیوں کو اسلام کے خلاف برگشتہ کر دیا آخر کار یہ ثقفی شہر میں
حضرت علیؑ کے داماد حضرت مصعب بن زبیرؓ کے ہاتھوں قتل ہوا اور قندہ دب گیا۔

واقعہ کربلا

(۱۲)

بقول طبری کوفیوں نے حضرت حسینؑ کو لکھا کہ یہ نے ہم سے زبردستی بیعت لی ہے اور ہم سب آپ پر بیحد و سرکے بیٹھے ہیں۔ ہم نماز جمعہ میں والی کوفہ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے، آپ ہم لوگوں میں آجائیے، بلکہ یکے بعد دیگرے تین وفد کوفیوں کے مکہ مکرمہ آئے جن میں سے دو کو حضرت حسینؑ نے لوٹا دیا۔ مگر تیسرا وفد اپنے ساتھ ایسے خطوط لایا۔ جن میں تمہیں دی گئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دیا گیا تھا کہ اگر آپ تشریف نہ لائے۔ تو روزِ حشر ہم آپ کو دامنِ کشتاں حضور ﷺ کے سامنے پیش کریں گے کہ انہوں نے ہماری راہنمائی قبول نہ فرمائی تھی۔ آخر حضرت حسینؑ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیلؓ بن ابی طالب کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تم کوفہ روانہ ہو جاؤ اور دیکھو کہ لوگ مجھے لکھ رہے ہیں۔ اگر وہ سچ لکھ رہے ہیں تو میں وہاں چلا جاؤں (طبری)

چنانچہ حضرت مسلم بن عقیلؓ مرزہ منورہ سے ہوتے ہوئے کوفہ پہنچے اور امین عوسجہ نامی شخص کے اہل اترے جب آپ کی آمد کا چرچا ہوا تو لوگ اگر بیعت کرنے لگے تھے کہ بارہ ہزار تک تعداد پہنچ گئی تو آپ نے وہاں سے منتقل ہو کر باقی بن عروہ مرادی کے قیام فرمایا اور حضرت حسینؑ کو لکھ کر کہا کہ بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی ہے اور مزید ہو رہی ہے۔ اور آپ ضرور تشریف لے آئیے (طبری)

فائدہ کہ مکہ مکرمہ چلا گیا۔ تو اہد میں حالات نے پٹا کھایا۔ اور کوفہ کا گورنر بدل دیا گیا چچا بچہ حضرت نعمان بن بشیر کی جگہ عبداللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے حالات سنبھالنے کیلئے بھیجا گیا جس کے واقعات طبری میں بالتفصیل درج ہیں القصہ پہلے تو اسے بھی قتل کرنے کی سازش ہوئی، مگر وہ بچ گیا۔ اور مختلف قبیلوں کے سرداروں کو بلا کر بھیجا

اور دھمکایا گیا۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی بات سے پھر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسلم کے ساتھ کوئی آدمی بھی نہ رہا۔ سنی کہ کوئی شخص پناہ تو کیا دیتا راستہ تک بتانے والا کوئی نہ تھا۔ اور نہ کوئی اس سے بات کرتا تھا۔ اندریں حال وہ شہید ہوئے۔ اور شہادت سے پہلے ان سب حالات کو قلمبند فرمایا۔ جب گرفتار ہوئے، تو عمر بن سعد ابن وقاص کو بھیجی دی۔ یہ اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ اور مشہور فاتح جریرل اور صحابی رسول سعد ابن ابی وقاص کے صاحبزادے تھے جنہیں حضرت مسلم اور حضرت حسینؑ سے قرابت قرۃ بھی حاصل تھی انہوں نے یہ خط حضرت حسینؑ کی خدمت میں روانہ فرما دیا۔ جو مکہ مکرمہ سے بعد اہل و عیال کو فہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ باوجودیکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار جو حضرت زینب بنت علیؓ کے غاوند اور حضرت حسینؑ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی بھی تھے جیسی بہتیوں نے کہنے جانے سے بہت روکا اکثر اکابر صحابہ بھی وہاں موجود تھے۔ وہ بھی روکنے والوں میں شامل تھے۔ جیسے ابوسعید خدریؓ حضرت واثلہؓ الملقی اور دیگر حضرات گو حضرت حسینؑ نے اپنا ارادہ تبدیل نہ کیا، دراصل روکنے والے حضرات حضرت حسینؑ کی رائے سے اختلاف اس لیے نہیں کر رہے تھے، کہ انہیں حضرت حسینؑ کی رائے قبول نہ تھی بلکہ اہل کوفہ پر اعتبار کرنے کے حق میں نہ تھے صورت یہ تھی کہ تمام ملک میں یزید کی بیعت ہو چکی تھی۔ اس میں صحابہ کرام بھی جو اس وقت دہر دنیا میں تشریف رکھتے تھے۔ شامل تھے۔ قابل ذکر بہتوں میں صرف دو حضرات عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت حسینؑ بن علیؓ نے تا حال بیعت نہیں کی تھی۔ اب کوفہ والوں کے خطوط اور وفود آئے تو حضرت حسینؑ کا موقف یہ تھا کہ یا تو حکومت اور حاکم ان ہزاروں افراد کو جو کہتے ہیں کہ ہم سے ذبردستی بیعت لی گئی مسلمان کہے یا پھر حکومت چھوڑنے اور ایسا شخص امیر بنایا جائے جسے سب مسلمان قبول کریں۔ یہ فیصلہ برحق تھا۔ یہ سیاسی خفاں تھا۔ اور حضرت حسینؑ اس کی اصلاح چاہتے تھے، یہ کبھی بھی کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی۔

نہ فریقین میں سے کوئی کسی دوسرے کو کافر کہتا تھا۔ اب منع کرنے والوں کا تجربہ اوداس کے تجربہ میں حاصل ہونے والی دلتے یہ تھی کہ کو فیوں پر اعتماد کن درست نہیں یہ قلعہ کہہ رہے ہیں اور یہ کوئی گہری چال اور سازش ہے جو بعد میں درست ثابت ہوئی۔

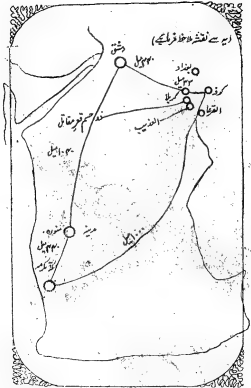
حضرت میلین کی مکرمہ سے دعا ہے کہ میں رومانہ ہوتے شیعہ حضرات ۱۰ ذی الحجہ کو داہنگی نقل کرتے ہیں حالانکہ یہی تاریخ حجاج کی مکرمہ سے مٹی کو داہنگی کی ہے مگر چار ماہ مکرمہ قیام فرمانے کے بعد حضرت حج نہیں کرتے اور عین حج کی تاریخ کو شہر سے چل دیتے ہیں آخر کیوں کوئی آگ لگ رہی تھی جس نے حج کی فرصت نہ دی۔ ان کے علم کے مطابق تو کو فیوں میں حضرت مسلم کی بیعت ہو رہی تھی۔ کوئی حالت جنگ نہ تھی صرف کو فیہ پہنچنا تھا تو پھر سنی عرفات اور حج کی برکات کو کیوں چھوڑتے۔ وہ رومانہ ہوتے یا نہ یہ علیحدہ بات ہے مگر شیعہ حضرات کی مجبوری یہ ہے کہ انہیں ہر حال میں یکم محرم کو کر بلا پہنچنا چاہیے۔ ورنہ ۱۰ روز کا جو ڈرامہ شیعوں نے کر بلا میں شیخ کیا ہے، وہ نہ ہو سکے گا چونکہ کر بلا مکرمہ سے پائیس منازل سفر ہے پھر اس دور میں منزل کے علاوہ کسی جگہ قیام ممکن نہیں تھا خصوصاً جب ستورات اور بچوں کا ساتھ ہو شیعہ مؤرخ انہیں حج نہیں کرنے دیتے اور رومانہ ایک منزل بھی ضرور چلاتے ہیں جو مسلسل ۲۲ روز عورتوں اور بچوں کے لیے تقریباً محال ہے، حالانکہ خود طبری نے جلد ۱۰ کے صفحہ ۹۷ پر لکھا ہے کہ آپ حج کے بعد کو فیہ رومانہ ہوتے شیعہ حضرات کی بھی مجبوری ہے کہ اگر حضرت حسین حج کریں تو آٹھ کو مٹی ۹ کو عرفات اور دس کو اہل منی اور قربانی پھر گیارہ بارہ کو نکلیاں مارنا اور ارکان حج کی تکمیل طواف و نحرہ تو اس طرح کہیں چودہ کو فارغ ہو کر پندرہ کو نکلیں پھر کسی منزل پر ایک دو دن آرام بھی کریں تو یہ حضرات بشکل اس محرم کو کر بلا پہنچ پاتے ہیں اور شہید ہو جاتے ہیں۔ اس ایک روزہ جنگ میں جہلا و فاسد نے کیسے سہاگین احمد دس دنوں میں نہیں سہا سہا۔ اور شہادت حسین کو ایک افسانہ آکا دینا کرنا تھا جس لیکن یہ مجبوری شیعہ حضرات کی ہے حضرت حسین کی نہ تھی، انہوں نے حج کیا، اور رومانہ

جی جبکہ تمام عالم کے مسلمان جمع تھے، کسی کو اپنے ساتھ کوفہ چلنے کی دعوت نہ دی۔ اور نہ یزید کے خلاف علان جنگ فرمایا۔ وہ کیا ذرا رسول مقبول ﷺ کی بات میں اتنا اثر بھی نہ جتنا کہ لوگ ساتھ چل دیتے۔ اصل بات یہ تھی کہ حضرت جنگ کے لیے چلے ہی نہ تھے مقصد اصلاح احوال تھا۔ ورنہ جنگ کے لیے کون مستورات اور بچوں کو لے کر بغیر کسی فوجی قوت کے چل نکلتے گا۔ آپ کا ارادہ تو کوفہ میں قیام کرنے کا تھا جہاں آپ کا گھر پہلے سے موجود تھا اور پھر کوفہ والوں کی مسلسل چٹھیوں اور دعوتوں نے آپ کا میدان اس طرف کر دیا تھا اب اگر حکومت کوفہ والوں کو مطمئن کر دیتی تو حضرت کا حکومت سے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ اور اگر نہ کر سکتی اور آپ ان کی قیادت و سیادت قبول فرماتے تو حق بجانب تھے، لہذا آپ چل دیئے اٹھائے راہ میں وہ خط ملا جو حضرت مسلمؓ نے شہادت سے قبل تحریر کیا تھا اور ساتھ حضرت مسلمؓ کی خبر بھی آپ نے اصحاب سے شہرہ فرمایا، کہ واپس چلیں یا کوفہ پہنچیں تو حضرت کا فیصلہ کوفہ پہنچنے کا تھا ممکن ہے آپ کا خیال ہو کہ میرا ذاتی طور پر وہاں موجود ہونا اپنی ایک الگ حیثیت کا تھا ہے نیز حضرت مسلمؓ آخر کیسے شہید ہوئے۔ وہ کوئی کہاں گئے جن کی دعوت تھی اور قاتل کون ہے نیز آپ کا ارادہ تو کوفہ میں قیام کا تھا۔ جس کے لیے بہر حال کوفہ تو جانا ہی تھا۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے، کہ یہ مکہ سے کوفہ جانے والا قافلہ کربلا کیسے پہنچا۔ جو کوفہ سے دمشق کے راستے پر پھر کوفہ سے قیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہوٹا یہ کہ جب یہ قافلہ القرعہ کے مقام پر پہنچا تو یہاں فوجی دستے متعین تھے جنہوں نے راستہ روکا اور کمال یہ ہے کہ یہ دستے کوفیوں پر مشتمل تھے، وہاں باتیں ہوئیں، بیعت نہ ہو سکی بلکہ ابیہو حضرت حسینؓ نے فرمایا میں تو تمہارے بلائے پر آیا ہوں۔ یزید یا حکومت کے ساتھ میرا ذاتی جھگڑا ہے اب اگر تم اس حکومت پر مداخلی ہو تو ٹھیک ہے، بات ختم میرا راستہ چھوڑ دو۔ مگر وہ نہ ملے اور بیعت پر اصرار کرتے رہے، یہاں یہ بھی ملتا ہے کہ انہوں نے خط بھیجنے سے بے خبری ظاہر کی، مگر حضرت حسینؓ نے ایک ایک کا نام لے کر فرمایا۔ اے فلاں کیا تو نے چٹھی نہیں لکھی، اے فلاں ابن فلاں

کیا تو نے قاصد نہیں بھیجا۔ الغرض بہت رت و کد کے بعد یہ طے ہوا کہ چلو سب دمشق چلتے ہیں وہاں یزید کے دو برادر فیصلہ ہو گا۔ چنانچہ یہ قافلہ اور فوجی القرقاع سے دمشق کو چلے، جبکہ کوفہ ایک سمت چھوڑ دیا اور کربلا وہ مقام ہے، جو القرقاع سے تیسری منزل ہے اور کوفہ سے دمشق و نیز مکہ مکرمہ سے آٹنے والی راستہ بھی مل جاتا ہے، جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے اور تمام مقامات کی بھی روئے زمین پر موجود ہیں۔ یہ بات کہ یہاں کوئی کفر و اسلام کا مقابلہ تھا۔ درست نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو حضرت حسینؑ اپنی راتے ہرگز تبدیل نہ فرماتے۔ کربلا تو اپنی جگہ موجود تھا اور حضرت حسینؑ نے کوئی لشکر کے سامنے جو مطالبہ رکھا، وہ تین حصوں پر مشتمل تھا۔ اول مجھے واپس جانے دو، دوم مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ سوم مجھے کسی دوسرے ملک یا سرحد کی طرف نکل جانے دو۔

لہذا اندازاً ۱۰ محرم کو آپ القرقاع سے نکلے اور سب اسی بات پر متفق تھے کہ دمشق کو چلتے ہیں چنانچہ ۸ محرم کو العزرب ۸ محرم کو قصر متاعیل اور ۹ محرم کو کربلا پہنچے یہ تاریخی حقیقت ہے، بہر حال حضرت حسینؑ نے کربلا میں قیام فرمایا اور سستانے کے لیے دس محرم کو سفر ملتوی رکھا۔ اب لطف کی بات یہ ہے کہ کوئی جن پر یہ لشکر مشعل تھا اکثر نماز حضرت حسینؑ کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ کربلا میں علمبر کی زبان ہوئی تو بیشتر آگئے۔ حضرت نے پھر وہی بات چھیڑ دی، کہ تم غیب لوگ ہو، پہلے مجھے دعوت دی، پھر خود یزید سے مل گئے۔ چلو یہ بھی ٹھیک ہوا مگر اب یہ رات روکنے کا تمہیں کیا حق حاصل ہے، چنانچہ جب انہوں نے خطوط سے لاعلمی ظاہر کی، تو حضرت حسینؑ نے خطوط سے بھری تھیلیاں منگوائیں اور ڈھیر کر دیں، جن میں ہزاروں خطوط تھے، اور ۵۰ خطوط لیے تھے۔ جن کے حاشیہ پر کئی کئی افراد کے دستخط ثبت تھے یہ ساری بات شیعہ حضرات کی خلاصۃ المصاب کے صفحہ پر بھی موجود ہے، جب یہ بات مٹنے کو کوفہ کے ان سرداروں کے سامنے بیان کی اور خطوط کے بارے میں بتایا تو انہوں نے خوب سمجھ دیا کہ دمشق پہنچ کر کیا ہو گا۔ یہ خوب جانتے تھے کہ حضرت حسینؑ کو قتل



کرنا سیاسی اعتبار سے بھی بڑیکہ بگاڑ کر رکھ دے گا۔ اور یہ کسی طرح اس کے حق میں نہیں ہوگا۔ لیکن اگر حضرت حسینؑ کو یہاں شہید کر دیا جائے۔ تو خطوط بھی تلف ہو سکتے ہیں اور واقعہ کی فہم داری یزید کے نام پر ہوگی، لہذا ایک عالم اس کے خلاف غم و غصہ سے بھر جائے گا۔ پھر اس کے لیے ہمارے ساتھ بگاڑنا بھی آسان کام نہ رہے گا۔ یہ وہ سوچ تھی، جس نے عصر سے قبل ہی ان کو حضرت حسینؑ کی اقامت گاہ پر بے خبری میں ٹوٹ پڑنے کے لیے کہیا اور یوں جگہ گوشہ بتول کا چمن ان خالوں کی ٹاپوں تلے تباہ چند خدام ہمراہ تھے، صاحبزادگان اور بھتیجے یا کچھ لوگ انہی کوفیوں میں تھے، جو ٹلائے کو گئے تھے، یا پھر خطوط دیکھ کر کوفیوں سے نالاں تھا۔ ساتھ شہید ہوا۔ یہ چند نفوس مقدسہ تھے جو عللاً سازش کے نہایت بے دہی سے شہید کر دیئے گئے مفسر یہ کہ شہادت حسینؑ کے متعلق تمام واقعات ابتدا سے انتہا تک اس قدر اختلافات سے پُر ہیں، اکثر واقعات مثلاً اہل بیت پر عین شبانہ روز بانی کا بند کرنا آپ کی لاش مبارک سے کپڑوں کا اٹما ہانا، نقش مبارک کا زرد و کوب شم اسہا کیا جانا، اہل بیت کی غارت گری، نبی زاد یوں کی چادریں تک چھین لینا وغیرہ وغیرہ نہایت مشہور و مذہبان زدہ خاص و عام میں حالانکہ اس میں سے بعض سرے سے قلعہ اور بے بنیاد ہیں۔

واقعہ گر بلا اس قدر اہم تھا۔ کہ کوفیوں نے ایک تیر سے کئی ہتھیار کئے ورنہ شہر حضرت علیؑ کا سالہ اور حضرت حسینؑ کے بھائیوں جعفرؑ، موسیٰؑ اور عثمانؑ کا حقیقی ماموں تھا جنگ مصلحین میں نہایت بے ہنگری سے لڑا، ابن سعد حضور ﷺ کا ماموں زاد بھائی تھا۔ اور حضرت امام حسینؑ کا رشتہ میں نانا۔ اور جلاء العیون میں ہے کہ دیر تک حضرت حسینؑ کے پاس بیٹھا کرتا تھا، بلکہ خود یزید کی بیوی عبداللہ بن جعفر طیار کی بیٹی حضرت زینبؑ کی سوتیلی بیٹی اور حضرت حسینؑ کی بھانجی تھیں چچا زاد بھائی کے منٹے سے بھتیجی بھی چچا نچہ اس سانچہ عظیم کے متعلق جس کی تاریخی شہادت کا حوالہ تو مے ہی دیا ہے اس قدر مزید حوالہ بات دیتے جا سکتے ہیں کہ خود ایک علیحدہ دفتر بن جائے۔

کو ذکوہ بنادوئی کی ایک فوجی چھاؤنی تھی جو ۱۵۰۰ میں بنائی گئی رفتہ رفتہ شہر بن گیا۔ اور مختلف علاقوں کے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے۔ یہود کی زیر زمین خلافت اسلام تحریک جس کے ہاتھ حضرت عمرؓ کے مہلک خون سے آلودہ اور جس کی تموار حضرت عثمان غنیؓ کے خون سے رنگین تھی جس کی عبا سے تمام خون علیؓ شک نہیں ہوا تھا اس کا مرکز بھی کو ذ تھا۔ اور اس کے داعی اور بانی عبداللہ ابن سبا کے سب سے زیادہ مستعد شاگرد کو ذ میں ہی تھے اور شیعہ جان علیؓ کہلاتے تھے، یہ ایک سیاسی خلافت تھا کہ ہم سیاست میں حضرت علیؓ کے نظریہ ہیں۔ مگر باطنی طور پر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے، لہذا انہوں نے کبھی حضرت علیؓ سے بھی دفا نہ کی، ان کے بارے میں حضرت علیؓ کی رائے شیعوں کے حوالے سے سن لیں۔

(شیخ ابیخانداز قسم اول ص ۷۷)

”وایں مردوں کے ہم شکل نامردو! لو کہیں کی سی سمجھ رکھنے والوں اور عورتوں کی سی عقل رکھنے والوں! مجھے آرزو ہے کہ کاش میں نے تم کو نہ دیکھا ہو، نہ اذہ پہچانا ہو یہ پہچانا ایسا ہے کہ واللہ اس سے شیعہ فانی حاصل ہوتی، اور رنج لاحق ہوا۔ خدا تم کو نشانہ کرے تحقیق تم لوگوں نے میرا دل پیپ سے بھر دیا اور میرا سینہ غصہ سے بھر دیا تم لوگوں نے مجھے غم کے گھونٹ سانس لے لے کے پلائے۔ اور انفرادی کے اور ساتھ نہ دے کہ میری دلے کو خراب کر دیا، یہاں تک قریش کے لوگ کہتے ہیں کہ ابن ابی طالب بہادر تو ہے۔ لیکن اس کو روانی کے فن کا علم نہیں“ حضرت علیؓ یہ سب اوصاف ان کے بیان فرما رہے ہیں جو مہمان اہل بیت اور شیعہ جان علیؓ ہیں۔

غرض اس سبائی ٹولہ نے یہ قیامت توڑی اور پھر لوط بن محسن نامی جس کا لقب ابی صنف تھا ۱۹ھ میں اس نے تقریباً ۱۵۰۰ سال بعد طیب و بایں ”جین کر کے“ مقتل حسینؓ نامی کتاب لکھی۔ جسے بعد کے مؤرخوں نے بنیاد بنایا اور ساڑھے تین سو سال بعد معز الدولہ نے ایک

علیحدہ مذہب شیعہ کی باتا حد فریاد رکھ دی جسے ابو جعفر کلینی نے الکافی نامی کتاب میں تب
 دیا تھا۔ کلینی کا سن وفات ۳۲۰ھ ہے اس نے مذہب کی روایات کو حضرت جعفرؑ کی طرف
 منسوب فرمایا جو اس سے تقریباً ۲ صدی پہلے گزر چکے تھے۔ اہل مذہب کی بنیادی کتابوں میں
 سے صرف یہی کتاب ہے، جو سب سے کم عرصہ بعد لکھی گئی۔ ورنہ من لایحضرۃ النقیبہ
 محمد بن علی ابن بابویہ قمی نے ۱۸۰۳ء میں تہذیب الاحکام اور استبصار محمد بن حسن طوسی نے
 ۱۸۵۳ء میں لکھیں اور اس طرح واقعہ کربلا کو مذہب شیعہ کی بنیاد بنا کر اہل سنت کے خلاف نفرت
 کا الاؤ روشن کیا جواب تک پورے عالم اسلام کی تباہی کا موجب بن رہا ہے ان ظالموں نے
 ایک متوازی اسلام جاری کر دیا۔ اور کلمہ کے مقابل میں کلمہ نماز کے مقابل میں نماز، وضو کے
 مقابل وضو کا طریقہ غرض حج، زکوٰۃ کوئی عبادت نہ چھوڑی جس کے مقابل اپنی طرف سے نہ گھڑ
 لیا، کتاب اللہ کا انکار کیا، عقائد توحید و رسالت میں تبدیلی کی، ذات رسولؐ اقدس ﷺ
 ازواج مطہرات، جنات رسولؐ قبول ﷺ اور صحابہ رسولؐ پر زبان طعن و تاز
 کی، اہل بیت رسولؐ کو غلام قتل کیا اور اس ظالمانہ فعل کو کراڑ ماکا اسلام کو فساد آزار
 بنانے کے درپے ہیں۔

یہ وہ قیامت تھی، جو میدان میں حضرت حسینؑ پر وارد ہوئی۔ مگر اب کرب یہ ہے کہ چودہ صدیاں
 بیت گئیں، مگر ظالموں نے انہیں معاف نہ کیا، بلکہ جھوٹ پر جھوٹ تراش کر ان کے ذمہ لگاتے
 جا رہے ہیں۔

جنوائیہ نے ابن سبا کی پیدا کی ہوئی خلیج کو پاٹنے کے۔ یہ باشمیوں کے ساتھ ان کے
 حسب حال عزت و اکرام کا سلوک روا رکھا، سب کے روزے سے مقرر کئے جاگیریں بھی عطا
 کیں۔ لیکن اس کے باوجود ابن سبا نے جو منافرت پھیلانی تھی، اور باشمیوں کے حقدار
 خلافت ہونے کا عقیدہ وہ فتنہ پروری اور اسلامی حکومت کی تباہی کا سبب بنا رہا ہے جس
 کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

- ① محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو دمشق اور مدینہ کے درمیان عیسائی جاگیر عطا کی۔
 - ② ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن صفیہ کو مجاز میں پیش قیمت و خلافت دیئے۔
 - ③ زید بن علی بن حسین کو فد میں نہایت معقول دینیئے پاتے تھے۔
- اس کے باوجود ابن سبائے جو قبائلی منافرت پھیلاتی تھی وہ رہ رہ کے ابھرتی رہی۔ ہاشموں کے حقدار خلافت ہونے کا عقیدہ جو ابن سبائے نے ایجاد کیا تھا وہ قسطنطین پر داری کا ٹکڑا بنا رہا مثلاً۔

- ① سلیمان بن عبدالملک کے زمانے میں ابو ہاشم محمد بن محمد بن علی کے پاس رہ گئے وہاں فوت ہوئے مگر محمد بن علی کو بیعت کی کہ خواہ میرے سلطنت چھین لی جائے چنانچہ اس بیعت پر عمل کرتے ہوئے علویوں کے شیعہ حوث بن شریح ازدی نے خراسان میں حملت اہل بیت کے لغزہ پر ۳۰ ہزار جاناہاز تیار کیے اور حکومت کے خلاف بغاوت کی اور طخ پر قابض ہو گیا، پھر جرجان اور مرو پہنچا اور اس کی فوج ۶۰ ہزار ہو گئی حاکم مرو نے یہ بغاوت کچل دی
- ② سندھ میں محمد بن علی نے عراق اور خراسان میں اپنے نقیب یحییٰ اور خفیہ طور پر اپنی اہل بیت کی بیعت لینا شروع کی۔

- ③ ۱۲۲ھ میں زید بن علی نے کوفہ میں جنگ کے لیے بیعت لینا شروع کی ۱۵ ہزار آدمی بیعت ہو گئے۔ زید نے اپنی امامت کا اعلان کر دیا، کوفہ کے حاکم یوسف بن عمر ثقفی نے مقابلہ کیا اور صرف ۴۰۰۰ کو فی زید کے ساتھ رہ گئے باقی سب چھوڑ گئے، زید قتل ہوئے
- ④ ۱۲۳ھ میں محمد بن علی فوت ہوئے تو ان کے بیٹے امام ابراہیم بن محمد کے ہاتھ پر بیعت ہونے لگی۔

- ⑤ ۱۲۵ھ میں ابراہیم نے ابو مسلم خراسانی کو تمام داعیوں کا افسر بنا کر خراسان بھیجا۔
- ⑥ ۱۲۶ھ میں ابو مسلم پوری سرگرمی سے مصروف عمل ہو گیا اور مرو پر قابض ہو گیا، امام ابراہیم نے اسے لکھا کہ خراسان میں کسی عربی النسل کو زعمہ نہ چھوڑنا یہ خط پکڑا گیا۔

مروان الحار نے ابراہیم کو حمیر سے گرفتار کر لیا وہ قید ہی میں مر گیا۔ اس نے حیثیت کی کہ
ابو العباس سفاح میرا بانشین ہو گا۔

یہاں تک علوی اور عباسی متحد ہو کر نو ہاشم کی حیثیت سے مسلمانوں کی پُر امن سلطنت
کے خلاف ہر طرح کا رنہ۔ ۳۱ھ میں دلوں پارٹیوں کی مکہ میں کانفرنس ہوئی اور یہ طے
پایا کہ امویوں کی خلافت تو اب مٹنے والی ہے، لہذا اولادِ علی میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کیا
جائے۔ یہ اسی کی صدائے بازگشت تھی جو ابن سنان پہلے دن اس تحریک کے کان میں پہونکی
تھی۔ چنانچہ محمد بن نفیس زکریہ کا انتخاب کیا گیا۔ مگر جب موقع آیا تو عباسیوں میں سے عبداللہ بن علی
کو فہ پنچا اور ۳۲ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ گواہوں نے جو امام ابراہیم کا نقیب
تھا۔ امام جعفر کو لکھا کہ کو فہ آئیے اور خلافت سنبھالیے مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

محمد بن نفیس زکریہ کے والد عبداللہ بن حسن مٹنے نے سفاح سے شکایت کی
کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ اور مکہ کانفرنس میں یہ فیصلہ بھی ہو چکا ہے، یہ شکایت اس تحریک
میں ایک نیا موڑ تھا اب بنو ہاشم اور بنو امیہ کی بھلے ہاشمیوں کے دو گروہ بن گئے۔ یعنی علوی
اور عباسی اور ان کی آپس میں ٹھن گئی۔

سفاح نے دیکھا کہ علویوں کو خاموش کرانا ضروری ہے اس لیے عبداللہ بن حسن مٹنی
کو ۲ لاکھ درہم ۸۰ ہزار دینار اور بے شمار جواہرات دے کر راضی کر لیا وہ تو راضی ہو گئے مگر
امن کی فضا پیدا ہونا سبائی تحریک کے مزاج کے خلاف تھی۔ امویوں کے برعکس علویوں
کے ساتھ عباسیوں کا سلوک دوسری قسم کا تھا۔ ابہ سلم نے سفاح کا ساتھ دیا اور امام مدعیان
خلافت کو رخن چُن کے قتل کیا تاکہ نہ سبے بانس نہ بچے بانسری۔ یہ اقدام مستقل و خصوصیت
بن گیا اور علویوں نے عباسیوں کے خلاف سازش، شور و ش اور خروج کا ایسا سلسلہ شروع
کیا جو سینکڑوں برس تک جاری رہا۔

سبائی تحریک کو مناسب ماحول تو مل ہی چکا تھا کیونکہ دنیا صحابہ کے وجود سے خالی

ہو گئی تھی اور اس تحریک کو وہ نسل مل گئی جو دین سے نا آشنا اور خالص دنیا پرست لوگ تھے صحابہ کے اٹھ جانے کا اجمالی نقشہ یہ ہے۔

مصر میں آخری صحابی عبداللہ بن عمارؓ میں فوت ہوئے۔

شام میں ابوامامہ باہلیؓ میں، کوفہ میں عبداللہ بن ابی اوفیؓ میں ہمدان میں سائب بن یزیدؓ میں، بصرہ میں انس بن مالکؓ میں فوت ہوئے بلکہ دوسری صدی کے پہلے ربع میں طلیل القدر تابعی بھی دنیا سے رخصت ہو گئے مثلاً میں ابومرثعہؓ میں سالم بن عبداللہؓ میں حکمہ مولیٰ ابن عباسؓ میں حسن بصریؓ، ۱۲۱ھ میں عطاء بن ابی رباحؓ، ۱۲۲ھ میں نافع مولیٰ ابن عمرؓ میں قتادہؓ، ۱۲۳ھ میں ابن شہاب زہریؓ اور ۱۲۴ھ میں عبداللہ بن درنازہؓ فوت ہوئے۔

سبائی تحریک علوی عباسی تصادم کے روپ میں

عبداللہ بن سبائے اولاد علیؓ کے حق خلافت کا شہناز اٹھا کر مسلمانوں کی سیاسی یکجہتی کو انتشار اور تششت و افتراق میں کچھ اس طرح تبدیل کر دیا کہ علوی حضرات اس تحریک کے ہاتھ میں کھو جائیں گئے اور انہیں ہر موقع پر اس خطرناک کھیل میں دھکیلنے کی کوشش کی گئی کہ کافر نس نے اس شوق کے لیے مہینہ کا کام دیا۔ چنانچہ۔

① منصور عباسی میں محمد نفس زکیہ نے مرینہ میں خروج کیا۔ اور اپنی خلافت کا اعلان کر دیا ۱۳۵ھ میں یہ بغاوت فرو ہو گئی۔

② ۱۶۹ھ میں محمد نفس زکیہ کے چچا زاد بھائی حسین بن علی اور نفس زکیہ کے بیٹے حسن بن محمد نے مکہ اور مرینہ میں خروج کیا اور ان پر قابض ہو گئے مگر دونوں مارے گئے

③ ۱۷۵ھ میں یحییٰ بن عبداللہ برادر نفس زکیہ جو عظیم میں خفیہ تحریک چلا رہے تھے خروج

کیا۔ ہارون الرشید نے فضل بن یحییٰ برکی کو فوج دیکر بھیجا اس نے صلح کرادی۔

④ ۱۹۹ء میں محمد بن قیس ذکیر کے چچا زاد بھائی کے پوتے ابن طباطبائی نے خروج کیا اور کوفہ پر قابض ہو گیا۔

⑤ ۲۰۰ء میں محمد بن جعفر نے ابو السراپہ کے تعاون سے بغاوت کی مگر گرفتار ہوا۔

⑥ ۲۰۲ء میں بابک غمری نے خروج کیا۔ ۲۰۷ برس تک آذربائیجان میں حکومت کی ایک لاکھ پچیس ہزار آدمی قتل کرائے۔

۲۲۲ء میں بابک قتل ہوا۔

⑦ ۲۱۸ء میں محمد بن قاسم بن علی نے خراسان میں خروج کیا۔

۲۱۹ء میں قید کر لیا گیا۔

ان دو صدیوں میں اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے قبائلی عصبیت سے کام لینے کے علاوہ ساری غول نے خود اپنی جماعت میں مذہب کے نام پر جو اعتقادی فرقے پیدا کئے وہ گو بظاہر ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف تھے لیکن اسلام کے خلاف متحد ہو گئے تھے۔ ان کا یہ اختلاف محض طبائع مزاج اور ذاتی مفاد کی بنا پر تھا۔ مگر چونکہ اسلام کے نام سے یہ عقیدے ایجاد کئے گئے اور ان کا مقصد اسلام کو نقصان پہنچانا تھا اس لیے ان کا اجمالی تعارف ضروری ہے۔

① شیعہ مخلصین: حضرت علی کو چوتھا خلیفہ برحق مانتے تھے، باقی حضرات کو بڑا نہیں کہتے تھے۔

② تفضیلہ: حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل سمجھتے تھے، اصحاب ثناء کو اس لیے بڑا نہیں کہتے تھے کہ وہ حضرت علی کی رضامندی اور اجازت سے خلیفہ بنے تھے۔

③ تبرائیہ: صحابہ کو ظالم، اصحاب ثناء کو غاصب بلکہ کافر تک کہتے تھے۔

④ غلاۃ: ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ میں حلول کیا ہے۔

⑤ کاہلیہ : ان کا عقیدہ تھا کہ تمام صحابہ اس لیے کافر ہیں کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ نہیں بنایا اور حضرت علیؑ اس لیے کافر ہیں کہ ان کے خلاف نہیں لڑے اور کی خلافت کو تسلیم کر دیا۔

⑥ کیسانیہ : یہ حضرت حسنؑ کی امامت کے منکر ہیں۔ اور حضرت علیؑ کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام برحق مانتے ہیں۔

⑦ مختاریہ :- یہ معتزہ ثقفی کو نبی اور عالم الغیب مانتے ہیں یہ بعد میں اسماعیلیہ بن گئے

⑧ ہاشمیہ :- یہ لوگ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کو امام برحق مانتے ہیں۔

⑨ زیدیہ :- زید بن علیؑ سے منسوب ہے۔

⑩ منصور یہ :- ابو منصور علیؑ سے منسوب ہے، ان کا عقیدہ ہے جبرئیل نے

پہنام پہنچانے میں غلطی کی ہے نبوت ختم نہیں ہوئی حضرت علیؑ کو رسول مانتے ہیں۔

⑪ مفضلیہ :- حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی نسبت ہے جو حضرت عیسیٰؑ کو اللہ

تعالیٰ کے ساتھ تھی۔ رسالت کبھی منقطع نہیں ہوتی۔

⑫ غرابیہ : حضرت علیؑ کو نبی کریمؐ ایسی مشابہت تھی جیسی ایک کوبے کو دوسرے

کوبے کے ساتھ ہوتی ہے اسی درجہ سے جبرئیل دھوکا کھا گئے اور حضرت علیؑ کی بجائے

محمد ﷺ کو نبوت دے گئے۔ یہ جبرئیل کو برا بھلا کہتے ہیں۔

⑬ ذہیم :- حضرت علیؑ کے جسم میں اللہ نے حلول کیا ہے اور محمد رسول ﷺ

کو حکم تھا کہ لوگوں کو حضرت علیؑ کی طرف دعوت دیں انہوں نے اپنی طرف دعوت

دینا شروع کر دیا اس لیے یہ حضور اکرم ﷺ کو برا کہتے ہیں۔

⑭ علیایہ :- حضرت علیؑ خدا تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؑ کی بیعت

کی اور آپ حضرت علیؑ کے تابع اور مطیع تھے۔

⑮ اشینیہ :- حضرت علیؑ اور رسول کریم ﷺ دونوں یکساں طور پر نبوت میں

شریک تھے، ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں۔

(۱۶) خطابیہ :- ہر امت کے لیے دو رسول ہوتے ہیں ایک ناطق ایک صامت
آنحضرت ﷺ رسول ناطق ہیں اور حضرت علیؓ رسول صامت حضرت علیؓ کی اولاد
سب انبیاء میں داخل ہیں۔

(۱۷) معمریہ :- خطابیہ کی ایک شاخ ہے یہ قیامت کے قائل نہیں، شراب، زنا کو
جائز اور نماز کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱۸) اسمعیلیہ :- اسماعیل بن جعفر صادق کو امام پر حق سمجھتے ہیں اور ان کی موت کے
قائل نہیں۔

(۱۹) تقویٰ بیضیہ :- اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ اور حضرت علیؓ کو پیدا کر کے
تمام دنیا کا انتظام ان کے سپرد کر دیا۔ ان کے بعد اماموں کے سپرد ہے۔

(۲۰) جاردیہ :- اولاد علیؓ میں امامت زین العابدین کے بعد زید کو پہنچی پھر حضرت
حسن کی اولاد میں پہنچی۔

اس طرح کے اور کئی فرقے پیدا ہوئے مگر ان سب میں عبداللہ بن سبا کی آواز کلامت
علیؓ کا حق ہے مختلف سردوں میں نکل رہی ہے۔

(۸) ۲۵۶ء میں ابراہیم بن محمد بن کعب بن عبداللہ بن محمد بن حنیفہ نے مصر میں بغاوت
کی۔ ابن طولون نے اس بغاوت کو فرو کیا۔

(۹) ۲۵۶ء میں علی بن زید نے کوفہ میں خروج کیا، مگر گرفتار ہوا۔

(۱۰) ۲۵۶ء میں حسین بن زید ملوی نے مے پر قبضہ کر لیا۔

(۱۱) ۲۵۶ء میں محمد بن زید نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ ساسانیوں نے اس کا خاتمہ کیا۔

(۱۲) ۲۵۶ء میں محمد بن حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم نے مدینہ میں خروج کیا۔ اس کے بھائی

علی بن حسن نے بھائی کے قتل خروج کیا مگر اور مدینہ میں خانہ جنگی رہی۔

(۱۳۰) ۲۸۰ھ میں کوفہ میں محمد بن قنوط ایک خالی خیمہ نے نیا مذہب ایجاد کیا اسمعیل بن جعفر کو امام بہ حق اور محمد بن حنیفہ کو رسول کہتا تھا، دن میں دو نمازیں سال میں دو روزے فرض، شراب حلال کر ڈالی۔

۲۸۱ھ میں قرامطہ نے خرد کی اور بصرہ پر قابض ہو گئے، مسلمانوں کو زندہ آگ میں جلا دیا۔

(۱۳۱) ۲۸۲ھ میں علویوں نے یمن میں قبضہ کر کے زیدہ حکومت قائم کی۔

(۱۳۲) ۲۸۳ھ میں ابوسعید قرطبی نے عراق پر قبضہ کیا پھر دمشق فتح کیا۔

۲۸۴ھ میں قرامطہ کو شکست ہوئی۔

(۱۳۳) ۲۸۵ھ میں ایک موسیٰ صید راطہ نے اپنے آپ کو علوی اور فاطمی کہہ کر خلافت کا دعویٰ

کے ساتھ دولت جدید کی بنیاد رکھی، افریقہ میں دولت اعلیٰ کا خاتمہ کیا۔

(۱۳۴) ۲۸۶ھ میں حسن بن علی علوی نے جو طراوش کے نام سے مشہور ہے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

(۱۳۵) ۲۸۷ھ میں والی حراساں نے طراوش کو قتل کیا۔

(۱۳۶) ۲۸۸ھ میں ابوسعید جتانی قرطبی نے بصرہ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

(۱۳۷) ۲۸۹ھ میں ابو طاہر قرطبی نے حاجیوں کے قافلوں کو رٹنا شروع کیا۔ پھر کوفہ پر حملہ

آورد ہوا خلیج فارس سے فلسطین تک اور بصرہ سے کہ تک قرامطہ چھا گئے۔ ۲۹۰ھ

تک سارے عراق پر قرامطہ کا قبضہ ہو گیا۔

(۱۳۸) ۲۹۱ھ میں ابو طاہر قرطبی نے مکہ پر حملہ کر کے حاجیوں کا قتل عام کیا۔

چاہ زمزم کو مقتولین کی لاشوں سے پُر کر دیا، سنگ اسود اکبیر کو بھرنے لگا۔

۲۹۲ھ میں سنگ اسود واپس لایا گیا۔

(۱۳۹) ۲۹۳ھ میں معز الدولہ دہلی نے جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر صدیق اکبرؑ اور دیگر

صحابہ کے نام لکھنے کے الفاظ لکھوائے اور سرکاری طور پر عید غدیر منانے کا حکم دیا۔

۳۵۲ء میں معزالدولہ نے ۱۰ محرم کو یوم غم منانے کا حکم دیا، وکانیں بند کرنے اور ماتمی میاں لباس پہننے کا حکم دیا۔ فوجہ کرنے جلوس کھلانے عورتوں کو بال کھول کر بازاروں میں مشیرہ پڑنے، منہ فونپنے کا حکم دیا ۳۵۲ء میں اسی روز مسلمانوں کو بھی شامل ہونے کا حکم دیا۔ جس پر فرقہ دارانہ فساد ہو گیا، کشت و خون ہوا۔ معزالدولہ کی یہ دونوں فتنہ پرور پختیں آج تک درں شیعہ کے مہمات مسائل کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔

(۲۲) ۳۵۳ء میں معزالدولہ کے بیٹے عوالدولہ نے حکم دیا کہ کوئی شخص نماز تراویح نہ پڑھے۔

(۲۳) ۳۵۳ء میں شیعہ اسماعیلیہ نے ایک سیاسی انجمن قائم کی جس کے ممبران خان الصفا کہلاتے ہیں۔

(۲۵) ۹۳۰ء میں دمشق کے شیعہ گورنر نے ایک مسلمان امیر کو گدھے پر سوار کیے کے سامنے شہر میں پھرایا ایک آدمی منادی کرتا جاتا کہ یہ اس شخص کی مڑا ہے جو ابو بکرؓ اور عمرؓ سے محبت رکھے پھر اس کو شہید کر دیا۔

(۲۶) ۳۹۹ء میں حبشی شاہ مصر نے مسلمان علماء کو قتل کرایا اور مسجدوں و مدارسوں اور شارع پر صحابہؓ کے نام گالیاں لکھوا دیں۔

(۲۷) ۴۱۰ء میں جلال الدولہ دیلمی نے بغداد میں حکم دیا کہ نماز کے وقت اذان نہ کہی جائے بلکہ نثارہ بجا یا جائے، چنانچہ ایسا کیا گیا اور بغداد میں فرقہ دارانہ جھگڑے برپا ہونے لگے۔ ۴۴۷ء میں طغرل بیگ سلجوقی نے دیلمیوں کے اقتدار کا خاتمہ کیا اور عباسی خلیفہ کو اپنی حمایت میں لیا، اور علوی عباسی حقیقلش کا خاتمہ ہوا مگر وہ بھی بالکل وقتی اور عارضی ثابت ہوا۔

(۲۸) ۴۵۰ء میں پھر شیعوں نے موصل سے فوجیں لاکر بغداد پر قبضہ کر لیا۔ اور بغداد کو بھی بھوکے لوٹا، طغرل بیگ ہمدان کی بغاوت فرو کرنے گیا ہوا تھا۔ ۴۵۰ء میں واپس آیا تو شیعہ بھاگ گئے۔

(۲۹) ۱۲۵۵ء میں حسن بن صباح نے قلعہ الموت میں باطنی سلطنت کی بنیاد رکھی، جو ڈیڑھ سو سال تک مسلمانوں کے لیے اذیت کا باعث بنی رہی۔

(۳۰) ۱۲۵۸ء میں خلیفہ بغداد کا وزیر غلقی شیعہ تھا اور ہلاکو خان کا وزیر نصیر طوسی بھی شیعہ تھا دونوں نے مشورہ کر کے عباسی خلیفہ کو منگولوں کے ہاتھوں گرفتار کر دیا اور عباسی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس سازش میں ایک کرڈر ۶ لاکھ مسلمان شہید ہوئے اور عباسی سلوی کو زہر نوش ختم ہوئی، مگر مسلمانوں کی ساڑھے چھ صدیوں کی حکومت کا خاتمہ کر کے ہاتھیں نہ دھو لیا۔

ہندوستان میں غلیبوں نے جاسوسی کا نظام ایسا سخت رکھا تھا کہ کسی سازش کو پہنچنے کا موقع نہ ملا مگر سہانی خفیہ طور پر سرگرم عمل رہے، فیروز تغلق کے زمانے میں رسالہ فتوحات فیروز شاہی لکھا گیا، اس میں اس سہانی تحریک کا ذکر یوں ملتا ہے :

”کچھ لوگ ذہریت کے رنگ میں کفریہ عقائد پھیلا کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں
الاحیت کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک رات کو ایک مقررہ مقام پر جمع ہوتے
ہیں مرد و عورتیں محرم نامحرم سب اکٹھے بھرتے ہیں، شراب پیتے ہیں کہتے ہیں
یہ عبادت ہے، رات کو جس عورت کا دامن جس کے ہاتھ آجاتے وہ رات بھر
اس سے زنا کرتا ہے ان کو شیعہ درد افص کہتے ہیں۔

خلفاء راشدین اور صدیقہ کائنات اور صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں، قرآن مجید
کو صحیفہ عثمانی کہتے ہیں، ولایت کرتے ہیں اور ایسی حرکات کرتے ہیں جو
دین اسلام میں جائز نہیں :ۛ

تیسرے شیعیت کی طرف مائل تھا۔ ہمایوں کی وجہ سے شیعیت کا عمل دخل بڑھنے لگا۔
میر فتح اللہ شیرازی ہندوستان کا صدر الصدور مقرر ہوا، نور اللہ شورشتری، حکیم ہمام اللہ حکیم
ابو الفتح کے ذریعے سبائیت عروج کو پہنچی ۹۹۹ء میں حلال و حرام کے نئے شاہی احکام

صادر ہوئے۔

دسویں صدی کے شروع میں شاہ طاہر اسماعیلی باطنی نے دکن مسلمانین کو گمراہ کن شروع کر دیا۔ اس میں بیجاپور کی عادل شاہیہ کو شیعہ بنایا اور فساد برپا کرنے لگا۔ ابراہیم علوی شاہ نے یہ مذہب ترک کیا تو ہیکل نے گھوک کا سانس لیا۔

شاہ طاہر وہاں سے بھاگ کر احمد نگر پہنچا اور بہان نظام شاہ والی احمد نگر کو سہیت کا پیرو بنایا۔ نظام نے خطبہ جمعہ میں سے خلفائے راشدین کا نام خارج کر کے بارہ اماموں کے نام داخل کر دیئے، تبرا کرنے والوں کے شاہی خزانے سے عطیے مقرر ہوئے۔

شاہ طہاسپ صفوی شاہ ایران کو جب یہ خبر ملی تو نہایت قیمتی تحفے بہان نظام شاہ طاہر کو بھیجے، یہ وہ زمانہ تھا کہ بہایوں ایران میں شاہ طہاسپ کا مہمان تھا۔

دسویں صدی کے خاتمے پر احمد نگر بیجاپور کو لگنڈہ اور باقی سارے دکن میں سیاحت کا زور ہو گیا۔

نواب صفدر جنگ حاکم اودھ سبانی تحریک کا پیشوا تھے اعظم تھا اور روسیکنڈ کے پٹھان بچے مسلمان تھے، نواب اودھ کی روسیوں کے ساتھ چھپر چھاڑ رہی تھی۔ نواب نجیب الدولہ نے روسیکنڈ میں دینی قیدیم کی اشاعت کے لیے ایک عالی شان مدرسہ تعمیر کیا صفدر جنگ نے اس دین پسندی کا انتقام لینے کے لیے اودھ روسیکنڈ کو برباد کرنے کے لیے مرہٹوں کو فوجیں لانے کی دعوت دی۔ روسیکنڈ کے مسلمانوں نے مرہٹوں کا خوب مقابلہ کیا مگر مرہٹوں نے دہلی پر قبضہ کر لیا، احمد شاہ درانی نے پانی پت کی تیسری جنگ میں مرہٹوں کا زور توڑا۔ صفدر جنگ کے جانشین شجاع الدولہ شاہ اودھ نے انگریزوں کو اپنی مدد کے لیے بلایا اور بریلی کی طرف پیش قدمی کر دی، روسیکنڈ کے مسلمان بڑی طرح رونا ڈالے گئے۔ سہیت کی تحریک اور انگریزوں کی مدد سے روسیکنڈ ۱۲ دین صدی کے آخر میں برباد ہوا۔ اودھ تیرہویں صدی بھری کی ابتدا میں اس متفقہ کوشش سے

دہلی کی اسلامی سلطنت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

بہذا وہی اسلامی سلطنت سبائی تحریک کے قائمہ علمتی اور نصیری طوسی کی سازش سے تباہ ہوئی اور دہلی کی اسلامی سلطنت اسی تحریک کے نمائندہ شجاع الدولہ کی سازش سے برباد ہوئی۔

شام

ملک شام پر کافی دیر تک فرانس کا قبضہ ہوا۔ ۱۹۴۰ء میں شام آزاد ہوا۔ آزادی سے لے کر ۱۹۴۱ء تک سنی مسلمانوں کی حکومت رہی۔ اور علویوں (شیعہ) کو کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ چونکہ علویوں کی آبادی ہزاروں فیصد تھی، فرانسیسی دور حکومت میں پارلیمنٹ میں شیعہ مخصوص آئینی سیشنوں پر خاموشی سے بیٹھے رہے۔ ۱۹۴۶ء کے بعد اسلامی حکومت آتے ہی علویوں اور اسماعیلیوں نے مل کر سلیمان المرشد کی زیر کمانڈ حکومت کے خلاف بغاوت کردی جو کچل دی گئی۔ اور سلیمان المرشد مارا گیا۔ ۱۹۵۲ء میں شیعہ اور اسماعیلیوں میں سلیمان المرشد کے لڑکے بحیب کی قیادت میں بغاوت کی اور یہ بھی ناکام ہوئی اور بحیب بھی قتل ہو گیا۔ ۱۹۵۵ء میں علویوں کے فرقہ وروں نے پھر بغاوت کی جو ارباب اشبک شکی مسلمان قائد نے پھر کچل دی۔ ۱۹۵۹ء میں شیعہ کے متغیوں گروہوں یعنی علویوں، اسماعیلیوں اور ورنے بعث پارٹی میں شرکت کی جو سیکور اور سوشلسٹ ہے، اور شامی نیشنلسٹ کانفرہ بلن کیا جو مقبول ہوا۔ ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۱ء تک مصر کے ساتھ اتحاد کی وجہ سے تمام پارٹیاں کا عدم رہیں، جس کی وجہ سے علویوں کی تحریک پچھلے زور سے ڈھیل سکی۔ ۱۹۶۱ء میں بعث پارٹی کی کوشش سے مصری شاہی اتحاد ختم ہوا۔ الحاق کے خاتمہ پر علویوں کی جماعت بعث اپنے سوشلسٹ نظریات کی بنیاد پر کامیاب ہو چکی تھی، چنانچہ بعث پارٹی سے وابستہ علوی فوجی افسران نے بغاوت کردی۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۶۸ء تک علویوں کے جنرل صالح الحدید کے زیر کمانڈ بعث پارٹی

اور علوی فوجی افسران نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۲ جنوری ۱۹۷۹ء میں موجودہ صدر حافظ الاسد نے اقتدار پر قبضہ کر کے تمام سُنی مسلمانوں کا صفایا کر دیا، ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔ اور سُنی ۸۰ فیصد آبادی کو بے دست و پا کر دیا گیا۔ اور ملک پر غیر اسلامی اور سوشلسٹ حکومت قائم کر کے اسلام گوشہ نشین کر دیا گیا۔ اسی طرح ایک اسلامی ملک سوشلسٹ ملک میں تبدیل ہوا۔ اور تمام سُنی تنظیمیں ختم کر دی گئیں، ماضی قریب میں جب بھٹو کے لوگوں اور سیپلز پارٹی کے ہاشمی کارکنوں نے پٹی آئی لے جہاز کو اغوا کیا اور سیاسی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو وہ بھی ملک شام متوجہ ہو پاکستان کے غلات ہر سالش میں پیش پیش رہا چونکہ وہ پاکستان کو اہل اسلام کا قلعہ سمجھتے ہیں۔

ملک ایران

شاہ ایران کے فرار کے بعد امام خمینی کے زیرِ کمانڈ کرنے والے انقلاب میں اہل سنت کہ دوں کو پہلے قتل کیا گیا۔ تمام اہل سنت علماء اہلسنت جزیلوں کو قتل کیا گیا یا وطن بدر کیا گیا، مسجدوں کو تسمے لگا کر آثارِ قدیمہ کے حوالے کر دیا گیا، مسجد دیکھنے کے لیے ٹکٹ خریدا جاتا ہے، اور اپنی فقہ نافذ کی، اور کسی دوسرے فرقے کو پرچار یا اپنے خیالات کے اظہار سے روک دیا گیا، حتیٰ کہ سفیروں کے دفاتروں میں بھی نمازِ شیعہ امام کے پیچھے ادا کرنی پڑتی ہے اور کوئی مسلمان کوئی مذہبی رسوم ادا نہیں کر سکتا، سچ پر حامیوں کی دسات سے ہر سال حجاز مقدس میں فساد کرایا جاتا ہے پاکستان میں مسلح رضا کار بھیج کر کوئٹہ میں بغاوت کرائی گئی، عراق اور تمام عرب ملکوں کے ساتھ حالت جنگ کا اعلان ہے اسلواسرائیل سے حاصل کیا جا رہا ہے، مسلمان ملکوں سے تعلقات ختم کر کے ہندوستان سے مراسم ملتے جا رہے ہیں۔

عَالَمِ اِسْلَام مِّنْہٗ هُوَ جَاءَ

نیمنی حکومت کا اسرائیل سے گٹھ جوڑ

سوا و اعظم اہل سنت پاکستان

بریکنگ نیوز: ڈیڑھ دنوں کے بعد اسے بی سی ٹی وی پر بائیں میں مقیم اپنے نمائندے کا اسرائیل کے وزیر اعظم بیگن سے انٹرویو بھی ٹیلی کاسٹ کیا ہے۔ اس میں وزیر اعظم بیگن نے اعتراف کیا ہے کہ اسرائیل نے عراق سے دشمنی کی بنا پر ایران کو اسلحہ فراہم کرنے کا سہجہ نہ کیا تھا، بیگن نے کہا کہ اسرائیلی قانون انہیں اسلحہ کی فراہمی کے سہجہ کی تفصیلات ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اس لیے وہ کسی خبر کی تردید یا تصدیق کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اسی پر گرام میں ایران کے سابق صدر ابو الحسن بنی صدر کو بھی پیش کیا گیا جنہوں نے تصدیق کی کہ ایران اور اسرائیل کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے تحت ایران کا اسرائیل سے اسلحہ اور فاضل پتہ فراہم کئے گئے ہیں۔ انہوں نے وضاحت کی کہ انہوں نے ایران کے غریبی رہنما جمعی کی کہنا تھا کہ اسرائیل سے اسلحہ خریدنے کے مقابلہ میں عراق سے صلح کر لینا بہتر ہے۔

اسی پر گرام میں اسے بی سی ٹی وی نے امریکہ کے سابق صدر جی کارٹر کے سابق پریس سیکریٹری جوڈی باؤل کا انٹرویو بھی ٹیلی کاسٹ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ جب وہ صدر امریکہ کے پریس سیکریٹری تھے اسی زمانے میں ایران اور اسرائیل کے درمیان معاہدہ ہوا تھا اور اس سلسلے میں بڑی رازداری اور احتیاط برتی گئی تھی، امریکہ کو احساس تھا کہ ایران کو اسلحہ اور فاضل پتوں کی شدید ضرورت و پیش ہے ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ ایران نے اسرائیل سے اسلحہ لینے کی خواہش ظاہر کی ہے خود کارڈرائیو نے اسرائیل حکام کو ایران کی ضروریات سے آگاہ کیا تھا اور اسرائیل نے اس معاملہ میں ہمدردی سے غور

کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی۔

نتیجہ ایرانی حکام نے صیہونی ریاست سے تعاون اور گٹھ جوڑ کرنے میں بڑی سرگرمی سے کام لیا اور اسرائیل سے خفیہ معاہدہ کر لیا تھا۔ دونوں ملکوں کے درمیان جو سودا اور معاہدہ ہوا تھا جن الاقوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پوری دنیا اس سے آگاہ ہو چکی ہے اور خمینی اور مجتہدین کی ذہنیت کا ماتم کر رہی ہے۔ سویت یونین میں اجنٹا تن کے طیارے کے مارگرلے کا واقعہ سے ایرانی قیادت کے چہرے سے نقاب اٹھ گیا ہے، اب ایجنٹوں کے نام، سوسٹر زرنیڈ میں رابطہ کی تفصیلات، دلائل متعلقہ بھری جہاز ایران کو فراہم کیے جانے والے اسلحہ کی فہرست اسلحہ اور فاضل پرندوں کی قیمت کی ادائیگی کے کوآف سب ہی طشت از باہم ہو چکے ہیں اور ان سے ایران کے سابق صدر ابو الحسن بنی صدر کی اس بات میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ اسرائیل کافی عرصہ سے ایران کو اسلحہ فراہم کرتا رہا ہے۔ ان تمام حقائق کو پیش نظر رکھا رکھتے تو ایران کے اسلامی انقلاب کی حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

ہفتہ ۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء کو اجنٹا تن کی فضائی کمپنی کا ایک طیارہ سی ایل ۴۴ سوویت یونین کی جمہوریہ آرمینیا میں یارنہین کے علاقے میں مارگرایا گیا طیارہ کل ایب سے تہران کو راہ میں سے تیسری پرواز پر تھا، طیارے میں گولہ بارود اور امریکی ساخت کے فاضل پرندے تھے جو اسرائیل ہر پہ پکارتا ایران کی حکومت کو حسب معاہدہ فراہم کر رہا ہے۔

بعد ازاں جمعرات ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء کو امریکی ٹیلی ویژن نیٹورک نے بی بی سی نائٹ لائن کے عنوان سے ایک پروگرام ٹیلی کاسٹ کیا گیا، اس پروگرام میں ایران کے سابق صدر ابو الحسن خجندیہ کا ایک انٹرویو امریکی عوام کے لیے پیش کیا گیا مسٹر ابو الحسن نے خجندیہ نے انکشاف کیا کہ اسرائیل سے ایران کی مسلح افواج کے لیے اسلحہ اور گولہ بارود کی فراہمی کا سلسلہ کافی عرصے سے جاری ہے انہوں نے انکشاف بھی کیا کہ اسرائیل سے اسلحہ کی خریداری کا کام ان کی ٹنگائی میں ہوا تھا اور اس سلسلے میں اسرائیل اور ایران کے درمیان معاہدہ نامہ خمینی کے حکم پر کیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے خمینی اور

ایرانی مجتہدین کو مشورہ دیا تھا کہ اسرائیل سے اسلحہ خریدنے کی بجائے عراق سے تعلقات کو معمول پر لایا جائے اور امن قائم کر لیا جائے۔ غرضی اور ایرانی مجتہدین نے یہ مشورہ قبول نہ کیا کیونکہ ان کو ڈرتھا کہ ایران اور عراق میں جنگ بند ہوگئی تو ایرانی حکومت کو ان کی غلط کاریوں پر توجہ دینے کا موقع مل جائے گا۔ اور اس طرح ان کی مخالفانہ حکومت کا تختہ الٹ جائے گا۔ سرٹشی صدر نے کہا اسرائیل سے اسلحہ کا حصول عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس سے غرضی اور مجتہدین کی اقتدار پسندی کی نشان دہی ہوتی ہے جس نے ان کے دل و دماغ کو مدہوش کر رکھا ہے۔

سرٹشی صدر نے کہا کہ غرضی اور ان کے دست راست مجتہدین نے جس طرح اسرائیل سے تہداتی سمجھوتے کو عراق سے جنگ بندی پر ترجیح دی ہے ان کی ذہنیت پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

جمعہ ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء کو قبرص کی حکومت کے ایک سرکاری ترجمان نے ٹورس میں بتایا کہ ارجنٹائن کا ایک طیارہ سی ایل ۴۴ تیل لینے کے لیے لارنیکا کے ہوائی اڈے پر ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء کو اترتا تھا۔ یہ طیارہ معمول کی وازوائی آر ۴۴ پر تھا قبرص کے سرکاری ترجمان نے اس سلسلہ میں جو تفصیلات بتائیں وہ حسب ذیل ہیں۔

① یہی طیارہ تل ابیب سے تہران جاتے ہوئے ۱۸ اگست ۱۹۸۱ء کو بھی قبرص میں اترتا تھا۔ اس طیارے میں پچاس صندوق تھے جن کا وزن ۵۰، ۶۰ کلو گرام تھا اس پر ڈاکہ کاریشن سپیکر میٹرونی تھا۔

② ۱۸ اگست ۱۹۸۱ء کو تہران سے تل ابیب جاتے ہوئے بھی ایک اور طیارہ لارنیکا میں اترتا تھا اس طیارے کا کیپشن سپیکر کارڈرود تھا۔

③ ۱۸ اگست ۱۹۸۱ء کو صبح ہونے سے قبل تل ابیب سے تہران جاتے ہوئے ایک اور طیارہ لارنیکا میں اترتا تھا، یہ طیارہ تہران سے واپس آیا تھا اور تل ابیب جا رہا تھا۔ اس کا کیپشن بھی سپیکر کارڈرود تھا۔

ان حقائق سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ایران اور اسرائیل کے درمیان جو مضامیرہ ہوا تھا وہ خفیہ نہیں رہ سکا تھا اور ایران کی اعلیٰ قیادت کے بھی لوگ اس سے آگاہ۔

تھے، اب قبرص کے سرکاری ترجمان اور ایران کے سابق صدر کے بیانات کا جائزہ لیجئے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ایران کو اسرائیل سے اسلحہ اور فاضل پرزوں کی فراہمی کا معاہدہ خمینی اور مجتہدین کی رضامندی علم اور خواہش پر ہوا تھا جنہیں عرب اور مسلمانوں کی مہبود سے کوئی سروکار نہیں ہے انہوں نے اسرائیل سے اسلحہ اسلامی ملک سے جنگ کے لیے حاصل کیا تھا روس میں راجنٹائن کے طیارے کو مار گرانے کا جو واقعہ پیش آیا، انگو سیاس میں قبرصی حکومت

کے ترجمان نے جو سرکاری بیان جاری کیا اور امریکہ میں ایران کے سابق صدر بنی صدر کا جو انٹرویو ٹیلی کاسٹ کیا گیا ان پر نظر ڈالنے سے حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایران کی حکومت عراق سے جنگ کے ابتدائی ایام ہی سے اسرائیل سے اسلحہ حاصل کرتی رہی ہے ان حقائق سے خمینی اور مجتہدین کے دھنسنے چہروں سے نقاب اٹھ جاتا ہے یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچاتی ہے کہ ایرانی عراق کے علاقے میں حماسوی کے لیے اسرائیل کی فنی مہارت سے کام لیتے ہیں حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ عراق سے حالیہ جنگ میں ایران کی جملہ ضروریات وہی اسرائیل پوری کرتا ہے جو عراق کو اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرتا ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک کے اخبارات اور جرائد میں جو تفصیلات اور کوائف شائع ہوئے ہیں ان کے پیش نظر اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ عراق کو نقصان پہنچانے میں اسرائیل اور ایران کا گٹھ جوڑ بہت عرصے سے قائم ہے۔

مثال کے طور پر پیرس سے شائع ہونے والے جریدے "افریک" ایسے کو ہی نے لیجے اس میگزین میں ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو تہران کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے رسول اور فوجی ماہرین کا ایک وفد قین دہن کے دھبے پر تہران آیا تھا اس دھبے کا مقصد ایران کی دفاعی اور اسلحہ ضروریات کا اندازہ لگانا تھا کہ ایران کی ضروریات کی مطابقت

امریکی اور اسرائیلی ساخت کے فاضل پرزے اور اسلحہ فراہم کر دیا جائے۔
 اسی طرح ۲ نومبر ۱۹۸۰ء کو برطانیہ کے اخبار "آزورڈ" میں تہران کا ایک مکتوب شائع ہوا
 اس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ عراق سے جنگ کے لیے اسرائیل نے ایران کو بہت بڑی مقدار
 میں اسلحہ فراہم کر دیا ہے اسی مکتوب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ اسلحہ ایران کو سندھ عباس چاہ بہار اور
 پوشہر کی بندہ گاہوں کے راستے پہنچایا گیا ہے۔

۳ نومبر ۱۹۸۰ء کو مغربی جرمنی کے ایک اخبار "ڈائی ویت" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ
 اسرائیل نے ایران کو اینٹ چارٹا کا طیاروں اور دوسری جنگی مشینوں کے فاضل پرزے فراہم
 کیے ہیں، یہ انکشاف بھی کیا گیا کہ ایران کو فاضل پرزوں کی فراہمی بحری راستے کی گئی اور یہ
 کہ اسرائیل سے ایران کو فاضل پرزے مہیا کرنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

ایران اور اسرائیل میں جو سمجھوتہ اور گٹھ جوڑ ہے اس کی کچھ تفصیلات پیرس سے شائع
 ہونے والے جریدے "الوطن العربی" کے ۵ نومبر ۱۹۸۰ء کے شمارے میں فرانس کے جریدے
 "سی سٹی ڈی" کے ۱۱ نومبر ۱۹۸۰ء کے شمارے اور "جان افریق میگزین" کے ۱۳ نومبر ۱۹۸۰ء میں
 "الوطن العربی" کی رپورٹ کے مطابق اسرائیل نے ایران کو اسلحہ اور فاضل پرزے
 قبضہ کی بحری جہاز کے ذریعے بھیجے تھے، یہ سامان انٹورپ کی بندرگاہ پر لا دیا گیا تھا، مذکورہ
 صدر جہاز کئی یورپی ممالک ہوتا ہوا ایران پہنچا تھا، ڈی سی میگزین نے اس سلسلہ میں
 تفصیلات: شائع کیں ان میں بتایا گیا ہے کہ اسلحہ کے اسرائیلی سوداگروں اور ایرانی حکام کے
 بیان ایک دہرہ ہوا ہے جس کے مطابق کافی عرصے سے اسرائیل ایران کو خفیہ طور پر اسلحہ
 فراہم کر رہا ہے اسی طرح "جان افریق میگزین" نے اطلاع دی کہ اسرائیل ہالینڈ کے راستے
 دان کو اسلحہ اور جنگی طیاروں کے فاضل پرزے مہیا کر رہا ہے

نوٹ: اخبار "ایسٹ" ۱۴ مارچ ۱۹۸۱ء کو پیرس کے باخبر ذرائع کے حوالے
 سے خبر دی کہ اسرائیل نے ایران کو اینٹ چارٹا کے چھ طیارے مہیا کیے ہیں، یہ طیارے چارٹا

تھے ایران بھیجنے سے قبل ان کی مرمت اور سروس کا کام مغربی یورپ کے ایک ملک کی وسالت کرایا گیا تھا۔

۱۵ جولائی ۱۹۸۱ء کو امریکی ٹیلی ویژن مشورک سی بی ایس نے اگشت کیا کہ کافی مدت سے اسرائیل ایک سمجھوتے کے تحت عراق کے خلاف ایران کا اسلحہ فراہم کر رہا ہے۔

سمجھوتہ پر سرکاری سے عمل درآمد جولائی ۱۹۸۱ء کے پہلے ہفتے سے شروع ہوا ہے پہلے مرحلے میں اسرائیل نے ایران کو ایک کروڑ امریکی ڈالر کا جنگی ساز و سامان فراہم کیا ہے مجموعی طور پر اسرائیل سے ایران کو دس کروڑ ۶۰ لاکھ ڈالر کا اسلحہ اور فاضل پرزے ملے ہیں۔ ایران کا اسلحہ فراہم کرنے کے لیے اسرائیل نے ایران سے فضائی رابطہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ اسرائیل سے طیاروں کے ذریعے اسلحہ کی فراہمی ۱۲ جولائی ۱۹۸۱ء کو شروع ہوئی، ہلرئیل نے اس مقصد کے لیے برطانوی ساخت کے برسٹول طیارے استعمال کئے ہیں۔

۲۱ جولائی ۱۹۸۱ء کو اسرائیل کے جریڈے سفارت "میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ایرانی حکومت نے اسرائیل سے براہ راست اور مختلف ایجنسیوں کی وساطت سے مختلف النوع اسلحہ فراہم کرنے کی درخواست کی ہے۔ ایران نے بہت بڑی مقدار میں اسرائیل سے فاضل پرزے بھی منگوائے ہیں۔ اسی جریڈے نے یہ اگشت بھی کیا کہ ایران اور اسرائیل میں اسلحہ کی فراہمی کی بات چیت امریکہ کی طرف سے ایران کو اسلحہ کی فروخت پر پابندی سے بہت پہلے شروع ہو گئی تھی۔

اربضائن کے دو اخبارات "کوشیا اور لائبریا" میں ۲۴ جولائی ۱۹۸۱ء کو جو خبریں شائع ہوئیں ان سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ سوویت روس نے اربضائن کے جس طیارے کو مار گرایا ہے وہ تل ابیب سے اسلحہ ایران لے جا رہا تھا۔

لندن کے جریڈے سٹیمٹے "ٹائمز" نے ۲۶ جولائی ۱۹۸۱ء کو اربضائن کے طیارے کے سوویت یونین میں مار گرنے کی تفصیلات شائع کی ہیں ۹ اخبار کی رپورٹ کے مطابق جس شخص کو اسرائیلی اسلحہ ایران کے حوالے کرنا تھا وہ بلانیہ کارہے والا تھا۔ اس کا نام میوٹ

سکفر ثانی بتایا گیا ہے اخبار کی اطلاع کے مطابق مسٹر سیٹورٹ کو اس معاملہ میں سوئٹزرلینڈ کے ایک ایجنٹ "ارنڈ ریز جینے" نے شریک کیا تھا۔ ان دونوں ایجنٹوں نے ۱۴ اور ۱۵ جولائی کو ایران کو اسرائیل اسلحہ کی تین کھپس پہنچائی تھیں جو تھی کھپ جباری تھی کہ سوویت یونین میں طیارہ ہی مار گرایا گیا "منڈے ٹائمرز" نے "ارنڈ ریز جینے" کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسرائیلی حکام نے بڑا زور دیا تھا کہ اسلحہ اور فاضل پرزوں کی تمام کھپس قسبی جلد ممکن ہو طیارے کے ذریعہ تل ابیب سے ایران پہنچادی جاتیں "ارنڈ ریز جینے" کے بتایا کہ اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ جو اسلحہ اور فاضل پرزے ایران بھیجنا مقصود تھے۔ ان کی مقدار اور تعداد کیا ہے۔

کافی عرصے تک ایرانی حکام زور دیتے رہے کہ تل ابیب سے تہران طیاروں کے ذریعے اسلحہ بھیجنے کے لیے قبرص کے لارنیکا ہوائی اڈے کو مختصر قیام اور تیل وغیرہ لینے کے لیے استعمال کیا جائے۔ انہوں نے اس میں یہ مصلحت دیکھی تھی کہ اس قسم کی کارروائی کے لیے قبرص کا راستہ ہی سب سے اچھا اور محفوظ ترین تھا۔

"منڈے ٹائمرز" نے "ارنڈ ریز جینے" کے حوالے سے مزید لکھا ہے کہ خود اسے یقین تھا کہ ان فلسطینی مجاہدین آزادی پی، ایل، اوانے جو قبرص میں موجود تھے، سوویت حکام کو طیاروں کے ذریعہ اسرائیل سے ایران کو اسلحہ کی ترسیل کی خبر دی تھی اور یہی اطلاع طیارے کو دس کے علاقے میں مار گرانے کا موجب بنی ہے۔

۲۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو فرانس کے اخبار "لی فیکارہ" میں بھی سوویت یونین میں ایجنٹان کے طیارے کے مار گرانے اور اسرائیل و ایران کے درمیان قومی گٹھ جوڑ کی تفصیلات شائع ہوئی ہیں، اس اخبار نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا اس کا لب لباب یہ ہے کہ غمینی نے لندن کی کمپنی سے خفیہ رابطہ قائم کیا تھا یہ کمپنی اسرائیل سے خفیہ تجارتی روابط رکھنے میں خاصی مشہور ہے اور اسرائیل کے مفاد کے لیے کام کرتی ہے اس دن جرمنی کے ایک جریدے "ڈیپڈیلگ" نے ایک رپورٹ شائع کی اس میں کہا گیا ہے کہ ایران کی اسلامی جمہوریہ نے اسلحہ کے حصول کے لیے ایک

اودھ فدیہ تلاش کیا ہے یہی نیا ذریعہ کافی عرصے مخفی کی خدمت کر رہا ہے اسی واسطے سے ایران یورپی ممالک کے راستے اسرائیلی ہتھیار اودھ دوسرا جنگی ساز و سامان حاصل کریں گے اس رشتے سے ایران کو اسرائیل سے فائل پر پنے بھی جیتا جھٹے رہیں گے۔

۲۹ جولائی ۱۹۸۱ء کو سوئٹزرلینڈ کے جریشٹے ٹریبون ڈی لازان میں ایک خصوصی مکتوب تہران شائع ہوا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایران کو اسرائیلی اسلحہ سوئٹزرلینڈ کے ایک ایجنٹ نے فراہم کرنے کی ذمہ داری اٹھالی تھی اس نے یہ کام ذریعہ کانٹونل کے ذریعہ سرانجام دیا ہے متذکرہ صدر مکتوب ایران کے لیے اسرائیل کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ ایران کو اسرائیلی اسلحہ کی فراہمی کسی بھی طور پر غیر قانونی کارروائی نہیں ہے غیر قانونی بات صرف یہ ہوئی ہے کہ سوئٹزرلینڈ کو کسی طرح سے ایران کو اسرائیلی اسلحہ کی خفیہ فراہمی کی اطلاع مل گئی ہے قباحت صرف یہ ہوئی ہے کہ اسرائیل اودھ ایران کے اس خفیہ بھوتے کے سلسلے میں سوئٹزرلینڈ کا نام لیا جا رہا ہے۔

امریکی ٹیلی ویژن نٹ ورک اسے بی سی ٹی، ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء سے سہ روزہ پروگرام ٹیلی کاسٹ کرنا شروع کیا تھا، اس میں بھی ایران اور اسرائیل اسلحہ کی خریداری کے بھوتے پر روشنی ڈالی گئی اودھ بتایا گیا کہ اسرائیل کافی عرصے سے ایران کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے اس سلسلے میں اے بی سی ٹیلی ویژن نٹ ورک کے نمائندوں نے جو سروے کیا اس سے بھی تصدیق ہو گئی کہ ایران کو اسرائیلی اسلحہ کی فراہمی کا کام سوئٹزرلینڈ کے ایک ایجنٹ کے ذریعہ سرانجام پایا ہے اس پروگرام میں متعلقہ افراد کے نام اور ان اشیا کی تفصیل بھی بتائی گئی جو اسرائیل سے ایران بھیجی گئی ہیں تاہم پروگرام میں دس بار بھی دکھائی گئیں جن میں نوزل ملکوں کے درمیان رقوم کے لین دین کے کوائف درج تھے، ذریعہ کانٹونل میں ایک فرقہ سوئٹزرلینڈ میں اسرائیلی سفارت خانے کا فوجی ناشی تھا۔

”اے بی سی“ نے جو تفصیلات ٹیلی کاسٹ کی ہیں وہ ایران اور اسرائیل کے مجموعی سمجھوتے

پر محیط نہیں ہیں۔ البتہ اس سے یہ حقیقت ضرور ثابت ہو جاتی ہے کہ اسرائیل ہے ایران کو اسلحہ اور فاضل پرزوں کی فراہمی کا سلسلہ کا قی حوصلے سے جاری تھا بالکل یہی وہ بات ہے جو ایران کے سابق صدر ابراہمن خنی صدر عالمی قوانین اطلاع کو بتاتے رہے ہیں۔

”آئی بی سی“ نے ایک اور دلچسپ حقیقت یہ ٹیلی کاسٹ کی ہے کہ فرانس کے ایک فنی ماہر نے ستمبر ۱۹۷۹ء میں ایران کا دورہ کیا تھا یہ ایران عراق جنگ شروع ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ دورے کی دعوت ایران کی حکومت نے دی تھی ستمبر کے اواخر میں یہ دورہ شروع ہوا ایران کی وزارت جنگ، ایران کی بحریہ اور فضائیہ کی ضروریات کا جائزہ لینے کے لیے فرانس کے دواد ماہروں کو ایران آنے کی دعوت دی تھی۔ انہوں نے یہ رائے ظاہر کی اگرچہ ایرانی فضائیہ میں این چار قسم کے طیاروں کی کمی نہیں ہے تاہم طیاروں کی سروس اور مرمت کی قدری ضرورت ہے علاوہ انہیں ایرانی فضائیہ کے بیڑے میں این چار قسم کے مزید طیارے بھی شامل کیے جائیں فرانیسیسی ماہرین کے اس جائزے کے بعد فرانس ہی ایران نے اسرائیل کے سفارت خانے سے رابطہ قائم کیا۔ اسی کے نتیجے میں اسرائیل نے فرانس کے ایک جنوب مغربی ائر پورٹ پر اکتوبر ۱۹۷۹ء این چار قسم کے مزید طیارے بھی شامل کیے جائیں فرانیسیسی ماہرین کے اس جائزے کے بعد فرانس ہی میں ایران نے اسرائیل کے سفارت خانے سے رابطہ قائم کیا اسی کے نتیجے میں اسرائیل نے فرانس کے ایک جنوب مغربی ائر پورٹ پر اکتوبر ۱۹۷۹ء کو این چار قسم کے طیارے مہیا کر دیئے تھے۔ مجموعی طور پر اسرائیل نے ایران کو ڈھائی سو ہزار سے تیز رفتار طیاروں کے فاضل پرزے فراہم کیے علاوہ انہیں ایران کو افریقہ میں این چار قسم کے طیارے اور جدید ترین ماڈل کے پچاس سکوارین ٹینک بھی دیئے گئے اسرائیل نے ایک اطالوی بندرگاہ کے راستے ایران کو ایم بی ایم قسم ٹینکوں کے فاضل پرزے بھی جاری مقدار میں بآمد کئے ہیں، یہ تمام سامان کلمبرگ کے جہاز کارگو کوس میں لاوا گیا اور اسے توجہی بنیادوں پر تہران پہنچایا گیا۔ اس اسلحہ اور طیاروں کی قیمت کی ادائیگی زیورچ میں کی گئی۔

اسرائیل کے فوجی اتاشی نے تین لاکھ ڈالر کی پہلی قسط وصول کی تھی اسرائیل نے اسی قسم کا سامان پر نکال کے دے سکتے تھے ایران کو برآمد کیا ہے۔

۲۶ جولائی ۱۹۸۱ء کو ایران کی وزارت خارجہ نے ایک بیان جاری کیا تھا اس میں ایران کے اسلامی انقلاب کے خلاف ایسوسی ایشن پر پریس دلے پلاؤ کی خبر کی تردید کی گئی تھی۔ ایران کے سرکاری بیان میں اس خبر کو شدید جھوٹ قرار دیا گیا تھا کہ ایجنٹان کا ایک طیارہ سوڈن یوٹین میں مار گرایا گیا ہے، بیان میں مزید کہا گیا تھا کہ یہ خبر مخصوص مفادات رکھنے والے بعض عناصر کے ذہن کی اختراع ہے۔

ایران ہی کے سرکاری بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ خبر رساں ایجنسی نے اپنی رائے جس واقعہ کا انکشاف کیا ہے اس کا تعلق روس کی ایک حرکت سے ایران کا اور ہٹان کے طیارے سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے ستم ظریفی یہ ہے کہ جب پوری دنیا کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ روس میں جس طیارے کا مار گرایا گیا ہے قلاب سے تہران اسلام آباد فاضل پڑے کے کہ ہمارا ہتھیار ایرانی وزارت خارجہ نے مذکورہ صدر تردید ہی بیان جاری کیا ہے اس مرحلے میں یہ سوال ابھرتے ہیں۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ طیارہ تو روس میں گرتا ہے اس سلسلے میں ایسوسی ایشن پر پریس جو خبر دیتا ہے اس کی تردید ایرانی حکام کر رہے ہیں؟
یہ کیسے ممکن ہے کہ پوری دنیا تو اس بات کی تصدیق کر رہی ہے کہ روس میں ایجنٹان کا طیارہ مار گرایا گیا ہے، طیارے کا طبع بھی روس میں مل گیا اس کے باوجود ایرانی اسی بات پر اٹھے بھڑکتے ہیں کہ طیارہ میں اسلام نہیں تھا؟

ایک طرف تو ایرانی حکام کہتے ہیں کہ روس نے کوئی طیارہ مارا ہی نہیں ہے ساتھ ہی وہ یہ اصرار بھی کرتے ہیں کہ اس واقعہ کا تعلق روس سے ہے اور یہ کہ طیارے میں جو اسلام تھا وہ ایران نہیں لایا جا رہا تھا یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ جب ایرانی وزارت خارجہ

اپنا تردید ہی بیان ہماری کر چکی تو روسیوں نے بھی ۲۳ جولائی ۱۹۸۱ء کو خود ایک بیان ہماری کیا، اس میں کہا گیا ہے کہ ایران نے جو دعوے کئے ہیں درست نہیں، روس یہ بھی جانتا ہے کہ ایرانی انقلاب کے خلاف شور سے چھوڑے اور خبریں پھیلانی ہاتھی ہیں، تاہم یہ حقیقت ہے کہ روس میں ارجنٹائن کا طیارہ گرایا گیا ہے اس کا براہ راست ایران سے تعلق ہے۔

۲۴ جولائی ۱۹۸۱ء کو ایران کے وزیر برائے قومی امور اور ایرانی حکومت کے سرکاری ترجمان یزدانپوئی نے تہران میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا، انہوں نے اقرار کیا کہ ایران کو علم ہے کہ روس میں ایک طیارہ مار گرایا گیا ہے تاہم انہوں نے اس بات کی تردید کی کہ یہ طیارہ تل ابیب سے اسلحہ اور فاضل پرزے تہران لار ہا تھا یہ بھی عجیب بات ہے کہ بہزاد پور نے اسی پریس کانفرنس میں یہ بھی کہہ ڈالا کہ طیارہ تہران سے واپس جا رہا تھا وہ ایران نہیں آ رہا تھا۔

اب مذکورہ صدوریات پر ایک نظر ڈال لیجئے اس قصے کے ایک انتہائی سنسنی خیز حصے سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ ۲۸ جولائی ۱۹۸۱ء کو ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر ہاشمی رفسنجانی نے ایران کے روزنامہ کیہان کو ایک انٹرویو دیا اور ایرانی ریڈیو سے بھی ان کا ایک بیان نشر ہوا اس میں بتا گیا کہ طیارہ تو بلاشبہ ایران ہی آ رہا تھا تاہم اس میں اسلحہ اور فاضل پرزے نہیں تھے، اسے تو اس وقت مار گرایا گیا ہے جب اس نے سامان کی کھیپ ایران پہنچا دی تھی اور وہ تہران سے واپسی کی پرواز پر تھا۔

۱۹ اگست ۱۹۸۱ء کو بیروت میں ایران کے ناظم الامور حسن الموسوی نے ایک اخباری بیان بتایا کہ ایران نے مکمل عالمی ہتھیاری اسلحہ خرید لیا تھا اور اسے بحری راستے پر آس لینڈ سے قبرص پھر سے قبرص سے ارجنٹائن کے طیارے نے اسے تہران پہنچایا ہے انہوں نے مزید بتایا کہ روس میں جو طیارہ گرایا گیا ہے وہ اسلحہ کی بار برداری کی پرواز پر تھا۔

ایران کی سرکاری خبروں میں اسے حساب ان کہتے ہیں ۲۳ اگست ۱۹۸۱ء

کو ایک اور ہی خبر دی، اس خبر میں ایران کے وزیر خارجہ حسین موسوی کے منہ میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ اگر ایران نے اسرائیل سے اسلحہ خریدا بھی ہے تو پھر یہ سودا ابوالحسن نبی صدر نے کیا ہو گا وہی ایران کی مسلح افواج کے سپریم کمانڈر تھے اور انہی کو اپنی مرضی کے مطابق ہر جگہ سے اسلحہ خریدنے کا اختیار حاصل تھا۔

در اصل ایرانی رہنما اور حکام نہ صرف اسرائیل سے اسلحہ کی خریداری کے سودے پر وہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ وہ دوس میں ارجنٹائن کے طیانے مارگر اسنے بھی بارے میں متضاد بیانات بھی جاری کرنے کے مترشح ہوتے رہے ہیں لیکن ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء کو قبرص کے سرکاری ترجمان نے جو دو ٹوک بیان جاری کیا ہے اس سے ہر بات کھل کر سامنے آگئی ہے اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اسرائیل نے خفیہ معاہدہ کے تحت ایران کو اسلحہ فراہم کیا ہے۔

پچھلے دنوں ایرانی قونصل جنرل نے ایک بیان میں کہا ہے کہ لبنان میں مسلمانوں کے قتل عام کے موقع پر حکومت ایران نے اپنے سپاہی لبنان بھیج دیے تاکہ فلسطینی مسلمانوں کا دفاع کیا جائے، حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے، لبنان کے صابرو اور شیعہ یکپہلوں میں مسلمانوں کو جو دشنام قتل عام ابھی حال ہی میں ہوا ہے اس کی تفصیلی رپورٹ بین الاقوامی ہفت روزہ نیوزویک "مورڈسم راکو پرنٹس" میں شائع ہو چکی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق رپورٹ میں غیر ملکی میڈیکل مشن کے ارکان کے حوالے سے افکشاف کیا گیا ہے کہ ممبر مذااد کی جس فوجی ٹیشا نے فلسطینی اور غیر فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ اس میں دو تہائی قاتل فلسطینی کے ہم عقیدہ شیعہ تھے اور یہ کہ ان کیپوں میں جو ان کا دشمنہ مقیم تھے، ہشت سخت ہونے پر صرف ان کی جان بخشی کر دی گئی مگر باقی تمام مسلمانوں کو ذبح کر دیا گیا۔

اس اہم رپورٹ کو شائع اب پانچ ماہ سے زیادہ ہو گئے، لیکن اب تک نہ تو حکومت ایران نے اس کی تردید کی ہے اور نہ ہی کسی شیعہ لیڈر نے اس واقعہ کی مذمت کی ہے، دراصل شیعہ

رافضی اور ان کے امام خمینی کا مسلمانانِ عالم کے علی الرغم اسرائیل سے معاہدہ اور گٹھ جوڑ ہے کاش کہ خمینی اور اس کے پیروکار رافضیوں سے عالم اسلام متنبہ ہو جائے۔

فَلِسْطِیْنِ اَوَّلِیْنَا

فلسطین اور لبنان میں شیعہ عیثیا اور دروز میلشیا نے عیسائی اور یہودی تنظیموں کی امداد کرتے ہوئے مسلمان جہاد جہاد آزادی کو شدید نقصان پہنچایا، شام نے فلسطینی قائد ناصر عزتات کو قید میں ڈال کر قتل کی کوشش کی جو خوش قسمتی سے بچ گئے اور ان کے ایک منہبہ ساتھی ان کی بجگہ قتل ہوئے اور فلسطینی رہنماؤں کو بار بار دفعہ قید و بند میں ڈال دیا گیا۔ فلسطین میں موجودہ ملوی حکومت نے اسرائیل کا ساتھ دے کر مصر کو شکست فاش دی۔

ماضی کے واقعات سے یہ ثابت ہے کہ شیعہ تحریک کو کسی غیر اسلامی حکومت سے کوئی مطالبہ یا ہنگامہ نہیں رہا ہے۔ انگریزی دور حکومت میں سبانی تحریک خاموش رہی اور صرف امام باقر اور محمد کے دوران صحابہ کرام پر تبرہ بازی کے اس دھمکوں کو برہاد کرنے کا معاملہ کفارہ گناہ کے نام پر جاری رہا۔

بھٹو دور حکومت میں اس تحریک نے دل کھول کر اس کا ساتھ دیا، اور بھٹو کی حکومت اور پارٹی کے نشان تلواریں کو تلوار حسین سے چاملا دیا۔ چونکہ بھٹو کے دور میں اسلام پر اور علماء پر دل کھول کر حملے کئے گئے اور اسلام کی تضییع و توہین کی گئی، اور سوشلزم کا پرچار کیا گیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ علی صدر ضیاء الحق نے اسلامی نظام نافذ کرنے کا اعلان کیا، اس اعلان کے ساتھ ہی اس تحریک نے ہٹے جوش و جذبہ کے ساتھ، نفاذ اسلام کی مزاحمت کی۔

جولائی ۱۹۷۹ء میں اہل تشیع نے اپنی فقہ نافذ کرنے کے لیے اعلان صدر اسلام آباد کا گیارہواں کیا، اور مطالبات منانے کے لیے خونی ڈرامہ شیعہ کیا گیا، لیکن معاملہ صبر و بردباری اور فراموشی کی بنا پر

غرن آشام نہ ہونے پایا۔ اہل تشیع نے زکوٰۃ و عشر کے نفاذ میں مزاحمت کی، اور زکوٰۃ و عشر سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کر اگر ایک رکن دین زکوٰۃ سے منکھو کر دیا۔ اور ضیاء الحق کی حکومت نے حکومت بھائی۔ لیکن رکن دین زکوٰۃ کی نفی تسلیم کر لی۔

۹ جولائی ۱۹۸۶ء کو اہل تشیع نے کوسٹ میں ایرانی مشیعوں کی مدد سے جلوس نکالا، مسلح جتہ کی اور اختلافیہ کو اس جنگبار پر قابو پانے کے لیے فائرنگ کرنی پڑی جس سے ۲۲ آدمی مارے گئے اور ایرانی شیعہ موبائیل کو باعزت طریقہ سے ایرانی سرحد پر جا کر چھوڑنا پڑا۔

جنوری ۱۹۸۷ء میں کراچی میں مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد سے شیعہ مسلمانوں پر فائرنگ کے غرنی جنگ سے کا آغاز کیا اور بے پناہ نقصان ہوا۔ کشمیری پر امام بارگاہ سے کافی تعلق میں ناجائز اور غیرتی اسلحہ باندھا۔ ۱۵ اپریل ۱۹۸۶ء میں کراچی میں ایک شیعہ لڑکی کا منی بس سے حادثہ کا بہانہ بنا کر دہر جنوں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں درہ ضلع جہلم میں کانفرنس میں حکومت کے خلاف اعلان جنگ کیا گیا۔ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۸۸ء تک عرصہ میں اس تحریک نے پورے زور و شور سے نفاذ اسلام کو روک رکھا اور ایرانی شیعہ مبلغین مدد غیبی کے لٹریچر کے سرعام پاکستان میں منسل رہے۔

اس طرح اس تحریک نے اسلام کی کامیابی سے مخالفت کی اور پاکستان میں نظار اسلام نافذ نہ ہو سکا۔

نقطہ یہ ہے کہ اس خاص یہودی تحریک کو جو صوف اسلام کو مٹانے کے لیے عرض و جہدیں آئی اسلام کا ایک فرقہ ملنے اور نہ ملنے پر زور دیا جا رہا ہے اور فقہ جعفری جو خالص کفر ہے اسلامی ملک پر نافذ کرنے کی تقریریں کی جا رہی ہیں، اور کمیشن جنماتے جا رہے ہیں اور دوسرے ملکوں میں بھیجے جا رہے ہیں